ناولٹ

...ئبریری
ہسپتال روڈ صادق آباد
نوٹ کتاب کے اوپر لکھنا منع ہے ...
...704367

[illegible]

[illegible]

بارش کے شور میں دروازے پر ہونے والی دستک بالکل سنائی نہیں دے رہی تھی۔ کھڑکیوں کے شیشے بھی پانی کی دھاروں سے دھندلے ہو چکے تھے کمرے کے وسط میں جلتا لیمپ عجیب پراسرار سی روشنی پھیلا رہا تھا۔ وہ سگریٹ کے دھوئیں میں سامنے لگی تصویر کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا جب دستک کی آواز سنائی دی۔

”آکا بھائی دروازہ کھولیں آکا بھائی۔“ یمین آفریدی کی آواز پر سگریٹ کا ٹکڑا ایش ٹرے میں پھینک کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھا تھا۔

”کیا ہوا؟“ دروازہ کھول کر اس نے یمین کے چہرے پر نظر دوڑائی۔

”آکا بھائی، ہسپتال سے بی بی جان کا فون آیا ہے۔ سالک بھائی کا بیٹا ہوا ہے، بھابھی جان ٹھیک ہیں اور بی بی جان کہہ رہی تھیں کہ آپ نام بتا دیں۔“ یمین کے چہرے پر خوشی کے رنگ بکھرے تھے۔ یعقوب آفریدی کے چہرے پر لکیریں نمودار ہو گئیں۔

”سالک کا بیٹا ہے، نام بھی سالک کو ہی رکھنا چاہیے۔ وہ ابھی زندہ ہے، بچے کا نام رکھنا اس کا حق ہے، تم بی بی جان کو کہہ دو، میری طرف سے ماروی کو بھی مبارک بھجوا دیں۔“ اس نے بے حد روکھے پن سے کہا۔ یمین آفریدی نے بڑے غور سے اس کا چہرہ دیکھا بڑھی ہوئی شیو اور ماتھے پر بکھرے بال اسے صحیح معنوں میں پریشان حال ظاہر کر رہے تھے۔

”آکا بھائی، سالک بھائی سے کیا گیا وعدہ بھول گئے آپ۔“ یمین جا چکا تھا۔ وہ دروازے کا پٹ پکڑ کر کھڑا ہو گیا۔ بارش کا شور قدرے مدھم پڑ گیا تھا۔ کھڑکیوں کے شیشوں پر پانی کی لمبی لمبی دھاریں اب تیزی سے نیچے کی طرف بہہ رہی تھیں۔ وہ یمین کے کمرے تک آ گئے۔

”بی بی جان کو کہہ دو، بابا جان کے نام پر بیٹے کا نام عبدالمالک رکھ دیں۔“ اس نے یہ نام پہلے سے سوچ رکھا تھا۔

”ٹھیک ہے میں کہہ دیتا ہوں“ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

”ماروی تو یہ ہی چاہے گی نا کہ سالک سے پوچھا جائے۔“ وہ بڑبڑانے کے انداز میں بولا۔

”سالک بھائی کی خوشی اسی میں ہے یعقوب بھائی“ یمین جب بہت پیار سے بات کرتا تھا تو اس کا اصل نام ہی لیتا تھا۔

یعقوب آفریدی کی آنکھوں میں چبھن سی ہونے لگی۔

☼ ☼ ☼

بارش کے بعد کی وہ صبح بہت روشن اور بہت چمکیلی تھی۔ کھڑکیوں پر پانی کے نشان خشک ہو چکے تھے۔ کسلمندی سے کروٹ بدلتے ہوئے دائیں طرف نظر دوڑائی تو سامنے ہی وہ زندگی سے بھرپور منظر دکھائی دیا۔ لارج سائز کی فریم تصویر جس میں وہ تینوں بھائی ہنستے ہوئے، ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے ٹریکٹر پر چڑھے

بیٹھے تھے سالک کے چہرے پر مسکراتے ہوئے کڑھا سا دکھائی دیتا تھا اور اس کی آنکھیں نم ہو جاتی تھیں۔

"آکا بھائی' میری ماروی کو اپنا لینا۔" کوئی سرگوشی سی ابھری تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھ گیا۔ ماتھے پر پسینے کے موٹے موٹے قطرے نمودار ہو گئے تھے۔

"آکا بھائی' بی بی جان' ماروی بھابھی اور عبدل کو لے آئی ہیں' آپ عبدل سے مل لیں' بہت پیارا ہے' گول مٹول سا۔" یمین نے اچانک ہی دروازے سے جھانک کر دیکھا تھا' وہ اثبات میں سر ہلاتا اٹھ کر واش روم میں گھس گیا۔ کچھ دیر بعد تازہ دم ہو کر جب وہ باہر نکلا تو ڈائننگ ٹیبل پر یمین بیٹھا ناشتا کر رہا تھا۔

"ماروی بھابھی اور عبدل اندر ہیں' آپ جائیں۔" اس نے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ پہلے تو کچھ جھجکا مگر اگلے ہی لمحے دروازے پر دستک دے کر اندر داخل ہو گیا۔ ماروی بیڈ کے کراؤن سے سر ٹکائے آنکھیں موندے ہوئے تھی' قریب ہی عبدل بھی سو رہا تھا۔ اس نے جھک کر اس کی پیشانی چوم لی۔ اسے محسوس ہوا جیسے وہ سالک کی پیشانی چوم رہا ہو۔ ماروی نے دھیرے سے آنکھیں کھول کر اس کی سمت دیکھا۔

"سالک کو بتا دیا ہے نا؟" اس نے بے حد آہستگی سے پوچھا یعسوب کو اپنا آپ بہت فالتو سا لگا۔

"یمین جا رہا ہے۔" اس نے بھی اسی آہستگی سے جواب دیا۔

"سالک کی تاریخ کب ہے؟" اس نے اب ذرا بلند آواز سے پوچھا۔

"ابھی تاریخ نہیں ملی' شاید کچھ دن تک....." وہ بچے کو ایک دفعہ پھر ہولے سے چھو کر باہر نکل گیا۔ وہ جانتا تھا کہ ماروی اب سالک کے لیے آنسو بہا رہی ہو گی۔ اس کے دل میں ایک بار پھر ویرانی سی چھا گئی۔

"کیا ہوا؟" یمین نے اسے اتنی جلدی باہر آتا دیکھ کر فکرمندی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں' وہ سالک کی تاریخ کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔" وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"اور کیا بات ہوئی؟" یمین نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"تم کیا سننا چاہتے ہو؟" اس نے کچھ سختی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں آکا بھائی' آپ ناشتا کریں۔" وہ خاموشی سے اٹھ گیا۔

"کیسے ہو یعسوب بیٹے' سالک کے بیٹے کو دیکھ لیا۔" بی بی جان بھی کچن سے نکل کر وہیں آ بیٹھیں۔

"جی ٹھیک ہوں اور بچے سے بھی مل لیا۔ بالکل سالک کی تصویر ہے' بی بی جان عقیقہ کی تاریخ بتا دیں' میں انتظامات کروا دوں گا۔" وہ کرسی گھسیٹ کر اٹھتے ہوئے بولا۔

"ٹھیک ہے یہ تم نے ناشتا کیوں نہیں کیا' بس جوس پی کر اٹھ گئے۔" بی بی جان نے اسے خفگی سے گھورا۔

"بس میں ذرا زمینوں پر جا رہا ہوں' کٹائی کا کام شروع ہو گیا ہے' میری موجودگی ضروری ہے۔ ایک دو دن میں سڑک کے پار والی زمینوں میں تھریشر بھی چل پڑے گا۔ بہت مصروفیت ہے۔" وہ بات مکمل کر کے نکل گیا۔

"پتا نہیں تم ایسے کیوں ہو یعسوب' تم پہلے ایسے تو نہیں تھے۔ یہ چہرہ میرے یعسوب کا تو نہیں۔" وہ اس کی پشت کو گھورتے ہوئے کڑھ کر رہ گئیں۔

☼ ☼ ☼

مسجد سے مغرب کی اذان بلند ہوئی تو وہ کام چھوڑ کر گھر کی سمت چل پڑا۔ ابھی راستے میں ہی تھا کہ یمین کی پجارو آتی دکھائی دی۔ اس نے بھی یعسوب کو دیکھ لیا تھا' اس نے گاڑی روک کر دروازہ کھول دیا۔ چہرے پر تفکر کے آثار بے حد واضح تھے۔

"کیا بنا؟ کیا پھر تاریخ پڑ گئی ہے؟" وہ یمین کے برابر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"نہیں۔" اس نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے بے حد آہستگی سے کہا۔

"پھر؟" اس کی دھڑکنیں تھم سی گئیں۔

"اگلے مہینے کی دس تاریخ کو پھانسی ہے۔" اس نے اسی پست لہجے میں بتایا' یعسوب کا سر یکدم پیچھے جا لگا۔

"یا اللہ!" دل سے آہ سی نکلی۔

"یاد ہے آکا بھائی' سالک بھائی کہتے تھے' جینا ہو تو سو سال جیو' زندگی کا مزا تو آئے اور اب دیکھو' کتنی جلدی جا رہا ہے دس تاریخ کو اس کا سفر آخرت ہے اور بارہ تاریخ کو اس کی بتیسویں سالگرہ..... دیکھو وہ دو دن پہلے ہی جا رہا ہے..... آکا بھائی۔" یمین کے ہاتھ اسٹیئرنگ پر لڑکھڑا سے گئے۔

"میں نے اس سے کہا تھا کہ وہ کہیں بھاگ جائے مگر اس کا موقع ہی کہاں ملا..... ہم یہ خبر بی بی جان اور ماروی کو کیسے سنائیں گے..... یمین اس نے اقرار جرم کیوں کیا؟" وہ بڑبڑانے کے انداز میں بول رہا تھا۔

"دس تاریخ میں پندرہ دن باقی ہیں..... پندرہ دن کی زندگی' وہ بھی ہم سب سے دور۔" یمین نے گاڑی کو یکدم بریک لگا دیے۔ اس نے چونک کر دیکھا۔ گھر آ چکا تھا۔

"ماروی کو میں لے آیا ہوں آکا بھائی' ماروی کو دلہن بنا کر لے آیا ہوں۔" خوشی سے کھنکتی آواز اس کی سماعت میں گونجنے لگی۔

"ماروی بھابھی کو یہ خبر آپ سنائیں گے آکا بھائی۔" یمین نے گاڑی سے اترتے ہوئے کہا۔

"نہیں اسے ابھی سے بتا کر پل پل مرنے کے لیے نہیں چھوڑا جا سکتا' اسے دس تاریخ کی صبح خود ہی پتا چل جائے گا جب ہم سالک کو گھر لے کر آئیں گے' بی بی جان کو میں بتا دوں گا' سالک اگر اقبال جرم نہ کرتا تو شاید ہم کچھ کر سکتے۔" وہ شکست خوردہ لہجے میں کہہ کر اندر بڑھ گیا۔

شام کے سرمئی اندھیرے پھیل رہے تھے۔ گھر کے وسیع لاؤنج میں مکمل سناٹا تھا۔ یمین کے ساتھ ساتھ وہ اندر داخل ہوا تو سامنے ہی وہ صوفے پر بیٹھی نظر آئی' گود میں عبدل سو رہا تھا۔

"سالک کے پاس گئے تھے؟" اس نے بڑی بے قراری سے پوچھا تھا۔

"ہاں۔" وہ کچھ فاصلے پر صوفے پر بیٹھ گیا۔ یمین نظریں بچا کر سیڑھیاں چڑھ گیا۔

"کیسا ہے وہ' یعسوب میں سالک سے ملنا چاہتی ہوں۔" وہ بولی تو اس کا لہجہ رندھ گیا۔ یعسوب نے نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ وہ آنسو بہا رہی تھی۔

"وہ ٹھیک ہے اور تم خود کو آنے والے برے دنوں کے لیے تیار رکھو ماروی' میں نے بہت کوشش کی تھی کہ وہ خاموش رہے مگر اس نے اقبال جرم کر لیا..... تم بہادری سے کام لو۔" وہ اسے سمجھانا چاہ رہا تھا مگر جانتا تھا یہ الفاظ اسے اذیت ہی دیں گے۔

"میں اس کا انجام جانتی ہوں مگر..... اس کا چہرہ۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ اسے جی بھر کر دیکھنا چاہتی تھی۔

"میں لے چلوں گا۔" اس نے وعدہ کر لیا۔

☼ ☼ ☼

وہ کچھ فاصلے پر کھڑا تھا۔ ننھے عبدل کو اسی نے اٹھا رکھا تھا۔ وہ اپنی صاف شفاف چمکتی آنکھوں سے اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"مت جاؤ سالک' میرا کیا بنے گا' عبدل کا کیا بنے گا

"تنہا مسافر" کے بعد
ذوالقرنین کا دوسرا ناول
جب وہ چومے پتھر کو
شائع ہو گیا ہے
قیمت -/45 روپے
ڈاک خرچ -/16 روپے
منگوانے کا پتا:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37 اردو بازار کراچی

سالک تم نے ایسا کیوں کیا؟ ایک لمحے کو بھی میرے بارے میں نہیں سوچا؟ سالک یہ کیسی محبت ہے؟ یہ کیسی محبت ہے، میں اتنی لمبی زندگی تمہارے بغیر کیسے گزاروں گی..... کس کے سہارے چھوڑ کر جارہے ہو سالک۔" وہ سلاخوں سے سر ٹکا کر رو دی۔

"میں تم سے اتنی محبت نہیں کرسکا ماروی جتنی تم مجھ سے کرتی ہو' اب تو تمہاری محبت کا امتحان ہے' میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں' تم اگر مجھ سے محبت کرتی ہو تو مانو گی۔" وہ بہت مضبوط لہجے میں بات کر رہا تھا۔

ماروی نے سر اٹھا کر دیکھا۔

"کیسا امتحان؟" اس کا دل دھڑ دھڑ کرنے لگا۔

"ماروی تم نے ابھی مجھ سے پوچھا تھا کہ میں تمہیں کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہا ہوں' تو میں تمہیں یعسوب کے سہارے چھوڑ کر جا رہا ہوں' وہ میرے ایک بار کہنے پر رضامند ہو گیا ہے اب تمہاری باری ہے' بھائی کی محبت تو میں نے دیکھ لی' اب تمہاری باری ہے ماروی' آکا بھائی تمہیں اپنانے کے لیے تیار ہیں۔" سالک کی بات پر اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ یہ وہم اسے پہلے بھی تھا مگر اب سالک کے منہ سے سن کر وہ حیران رہ گئی۔

"میری موت کے بعد جس روز تمہاری عدت پوری ہو گی اسی روز تم یعسوب سے نکاح کر لو۔ عبدل جب بولنا سیکھے تو یعسوب کو ہی باپ سمجھے' اسی کو ابا بلائے' ماروی اسے میری آخری خواہش سمجھو یا فرمائش..... اگر تم مجھ سے محبت کرتی ہو تو یہ بات مانو گی..... بولو ماروی۔" وہ سناٹوں کی زد میں تھی۔ ایسے کب سوچا تھا۔ یعسوب کو اس نظر سے کب دیکھا تھا اس نے..... وہ سر جھکائے کھڑی تھی۔

"میرے پاس وقت نہیں ہے ماروی اور تمہیں یہ ثابت کرنا ہے کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو یا نہیں' یہ زندگی ہے ماروی اور زندگی ایسے امتحان لیتی ہے۔" سالک کا لہجہ ٹوٹ رہا تھا۔

"۔اگر یہ امتحان ہے تو میں اس پر پوری اتروں گی میں تمہاری بات کو قبول کرتی ہوں' تم سے محبت جو کرتی ہوں۔" وہ سالک کے ہاتھ تھامے بڑے مضبوط لہجے میں بولی۔ یعسوب کا دل تھم سا گیا۔

"تم سے محبت جو کرتی ہوں۔" ان الفاظ کی بازگشت ہونے لگی۔ سالک کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی' ماروی کے آنسو بہہ رہے تھے اور یعسوب کا دل بالکل خاموش ہو گیا تھا۔

"تو یہ قسمت میں لکھا ہے یعسوب آفریدی کہ تم خالی ہاتھ ہی رہو۔" وہ عبدل کو ماروی کے بازوؤں میں تھما کر تیزی سے باہر نکل گیا۔

رات کی سیاہ چادر پر جھلمل کرتے ستارے بہت بھلے لگ رہے تھے۔ کوئی اور وقت ہوتا تو وہ ان ستاروں کو دیکھ کر مسکراتا رہتا' اسے ہمیشہ سے ہی چاند سے زیادہ یہ ڈھیروں چمکتے ہوئے ستارے اٹریکٹ کرتے تھے سیڑھیوں پر بیٹھے ہوئے وہ مسلسل سالک کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

"کبھی ماروی کو حاصل کرنے کے لیے میں نے خود کو بھلا دیا تھا۔ میں نے اسے اتنا سوچا تھا کہ خود اپنی ذات کو اگنور کر دیا تھا۔ مجھے لگتا تھا کہ ماروی نہ ملی تو زندگی کیسے کٹے گی' میں سانس کیسے لے پاؤں گا' اگر یہ جسم زندہ رہا تو اندر سے یعسوب آفریدی مر جائے گا اور میں واقعی مر گیا' میرا دل مر گیا اب یہ لوگ مسیحا بن کر اسے زندہ کرنا چاہتے ہیں مگر یہ اسے دوسری موت دے رہے ہیں' ماروی کا مجھ سے نکاح پر رضامند ہو جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ سالک سے بے پناہ محبت کرتی ہے..... وہ اسی سے محبت کرتی رہے گی..... میں تو فالتو اور بے کار شے ہوں جسے بوقت ضرورت کام میں لایا جا رہا ہے' ورنہ کچھ نہیں' کسی نے بھی نہیں سوچا کہ یعسوب آفریدی بھی کچھ سوچ سکتا ہے۔" وہ الٹی سیدھی باتیں سوچتا رہا۔

"آکا بھائی۔" عقب سے یمین نے اسے آواز دی تھی۔

"آکا بھائی' بہت دیر ہو گئی ہے' اب سو جائیے۔" وہ دو قدم چل کر آگے آ گیا۔

"ہاں' بہت دیر ہو گئی ہے۔" وہ بڑبڑانے کے انداز میں کہتا اٹھ گیا۔

"آکا بھائی ایک بات پوچھوں۔" یمین نے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پوچھو۔" وہ اندر جاتے جاتے رک گیا۔

"آکا بھائی' یہ قربانی میں بھی دے سکتا تھا مگر سالک بھائی نے خود کہا تھا کہ ان کے بعد آپ یہ ذمے داری اٹھائیں۔ آکا بھائی آپ ہم سب بھائیوں میں بڑے ہیں' ایک وقت تھا جب آپ نے انگلینڈ سے فون کر کے بی بی جان سے کہا تھا کہ میں شادی کے لیے راضی ہوں اور مجھے لڑکی بھی پسند ہے۔ بس تھوڑا سا انتظار' پھر آپ کی غیر موجودگی میں ہی جلدی جلدی سالک بھائی کی شادی کرنی پڑی۔ آپ گھر واپس آئے اور جب بی بی جان نے آپ سے آپ کی شادی کی بات کی تو آپ نے انکار کر دیا۔ ہم سب وجہ پوچھ پوچھ کر تھک گئے مگر آپ خاموش رہے۔ میں آپ کا بھائی ہوں آکا بھائی' میں سمجھ سکتا ہوں کہ وہ وجہ کیا تھی۔ آکا بھائی اب جب وقت آپ کی "طلب" آپ کی "محبت" آپ کے دامن میں ڈال رہا ہے تو یہ اداسی' یہ خاموشی کیوں؟ کیوں آکا بھائی؟"

یمین نے اسے پڑھ لیا تھا اور اب وہ اس سے وجہ پوچھ رہا تھا وہ اسے بتاتا کہ ماروی کبھی بھی اس کی نہیں ہو سکتی۔ وہ اسے یہ بات سمجھا نہیں سکتا تھا۔

"غلط فہمی ہے تمہاری میں سالک کی وجہ سے ہی فکر مند ہوں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ماروی سے زیادہ مجھے سالک کی بات کا پاس رکھنا ہے اور اس سارے چکر میں یعسوب آفریدی ہر جگہ ہوتے ہوئے بھی کہیں نہیں ہے' تم نے یہ اندازہ کیسے لگا لیا کہ کبھی ماروی میرے انکار کی وجہ تھی۔ ماروی میرے دل میں کبھی نہیں تھی' تمہاری غلط فہمی ہے۔" وہ بڑی سختی سے کہہ کر اندر بڑھ گیا۔

"آکا بھائی' آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا نا' اسی لیے جھوٹ بولتے ہوئے آپ کا چہرہ چغلی کھا رہا تھا' آپ کی آنکھیں تو کچھ اور ہی کہہ رہی تھیں..... ایسے مت کریں آکا بھائی۔" وہ کڑھ کر رہ گیا۔

2 نئے ناول

دل دیا دہلیز

ونعت سراج کا ناول جو چار سال اور دو مہینوں تک خواتین ڈائجسٹ میں چھپتا رہا۔ کتابی صورت میں چھپ کر تیار ہے۔ بہنیں منی آرڈر بھیج کر منگوا سکتی ہیں۔

قیمت:۔ =/600 روپے

شعاع میں چھپنے والا ماہا ملک کا ناول

جو چلے تو جاں سے گزر گئے

جو بے حد پسند کیا گیا۔ اب بہنوں کی فرمائش پر کتابی صورت میں چھپ کر تیار ہے۔

قیمت:۔ =/150 روپے

اس پتے پر خط لکھیں۔
مکتبہ خواتین ڈائجسٹ۔ اردو بازار کراچی

یا

بتہ ذیل سے دستی خریدیں۔
مکتبہ عمران ڈائجسٹ 37۔ اردو بازار کراچی
فون:۔ 216361

CamScanner

✿ ✿ ✿

نو تاریخ کی رات تھی۔ وہ سب سالک سے آخری بار مل کر آئے تھے۔ اس نے ملتے وقت اس سے پھر اپنا وعدہ دہرایا تھا۔

"اپنا وعدہ یاد ہے نا آکا بھائی..... میرے عبدل کو کبھی پتا نہ چلے کہ اس کا باپ ایک قاتل ہے' عبدل ہمیشہ آپ کو ہی اپنا باپ سمجھے یاد ہے نا آکا بھائی' آپ نے وعدہ کیا تھا' آپ ماروی سے نکاح کر لیں گے۔" سالک ہاتھ باندھے رو رہا تھا۔ وہ خود بھی آنسو بہا رہا تھا۔

"مجھے یاد ہے' جیسے تم نے کہا ویسے ہی ہو گا۔" اس نے اپنا وعدہ دہرایا تھا۔

رات دھیرے دھیرے بیت رہی تھی۔ بی بی جان جائے نماز بچھائے سالک کے لیے دعا گو تھیں۔ ماروی کسی بت کی طرح بیٹھی تھی۔ ننھا عبدل خود پر بیتنے والی قیامت سے بے خبر ماں کی گود میں سو رہا تھا۔ یمین ادھر سے ادھر چکر لگا رہا تھا۔

وہ اپنے کمرے کے فرش پر بیٹھا سسک رہا تھا۔ جوں جوں گھڑیاں بیت رہی تھیں۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ پھانسی کا پھندا خود اس کے گلے میں پڑنے والا ہے۔

"یہ تم نے کیا کر دیا سالک۔" باہر سے بی بی جان کی بلند آواز سنائی دی۔ وہ رو رہی تھیں۔

"یہ تم نے کیا کر دیا سالک؟" وہ اس کی ہنستی مسکراتی تصویر کو گھورتے ہوئے بڑبڑایا۔ گزرے ہوئے واقعات کسی فلم کی طرح ذہن میں چلنے لگے۔

✿ ✿ ✿

"ون' ٹو' تھری..... گو۔" ایک بلند آواز سنائی دی اور ساتھ ہی تین گھوڑے ایک ساتھ دوڑنے لگے۔

"بادشاہ..... آل ویز بادشاہ۔" یمین بہت زور سے چلایا تھا۔ اس کا گھوڑا سب سے آگے نکل گیا تھا۔

"سکندر..... پر لگا لے یار۔" سالک نے اپنے گھوڑے کو اسی بلند آواز میں تاکید کی تھی۔ اس کے چہرے پر خوشی جھلک رہی تھی۔

"مغل اعظم..... ہوشیار۔" یعسوب نے ان دونوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ وہ ہمیشہ دوڑ میں آگے نکل جاتا تھا۔

"یہ آکا بھائی ہمیشہ ہمیں پیچھے کیوں چھوڑ دیتے ہیں؟" یمین نے جھنجلاتے ہوئے گھوڑے سے چھلانگ لگا دی۔ سالک بھی ہنس دیا۔

"ارے لالے ادھر دیکھ آکا بھائی سے آگے۔" سالک نے اسے ٹھوکا دیا۔

"مغل اعظم سے آگے' انار کلی۔" وہ آنکھ مار کر ہنسنے لگا۔ یمین نے آنکھوں پر ہاتھ کا چھجا بنا کر دیکھا۔ آکا بھائی کے مغل اعظم سے آگے ایک گھوڑی ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔ اس پر بیٹھی لڑکی گھوڑی پر جھکی ہوئی تھی' وہ ہر صورت میں آکا بھائی کے گھوڑے سے آگے نکلنا چاہتی تھی۔

"یہ ہے کون؟" یمین نے ابرو چڑھائی۔ آکا بھائی نے اسے ہرا دیا تھا' وہ ایسی ہی چال چلتے تھے۔ ایک لمحے کی دیر میں اسے پیچھے چھوڑ گئے تھے۔

"گریٹ آکا بھائی..... یو آر گریٹ..... شکر ہے آکا بھائی نے عزت رکھ لی' ورنہ ایک لڑکی سے ہارنا..... آہ!" سالک گھوڑے کی لگام تھامے اسی طرف بڑھنے لگا۔

"مجھے ماروی کہتے ہیں' ماروی ثمر۔" وہ گھوڑی سے اتر کر آکا بھائی کے سامنے کھڑی تھی۔

"نئی لگتی ہیں اس علاقے میں؟" اس نے واقعی اس لڑکی کو پہلی بار دیکھا تھا۔

"جی ہاں' میرے فادر آرمی کے ریٹائرڈ ہیں۔ میں یہاں اپنے فادر اور دادی کے ساتھ ہی رہتی ہوں۔ ابھی کچھ دن قبل ہی ہم لوگ یہاں شفٹ ہوئے ہیں' میں بی ایس سی کی اسٹوڈنٹ ہوں ہاسٹل میں رہتی ہوں' رائیڈنگ کا مجھے بہت شوق ہے۔" وہ بڑی تفصیل سے اپنے بارے میں بتا رہی تھی۔ سالک اور یمین کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"مجھے یعسوب آفریدی کہتے ہیں اور یہ ساری زمینیں ہماری ہیں۔ وہ جو سفید دیواروں والا گھر ہے نا'

وہ ہمارا ہے۔" وہ بھی اسے اپنے بارے میں بتانے لگا۔ نہ جانے کیوں اس سے بات کرنا اچھا لگ رہا تھا۔

"یہ آکا بھائی اتنی تفصیل کیوں بتا رہے ہیں؟" سالک نے یمین سے سرگوشی کی۔

"یہ کون ہیں؟" وہ لڑکی اب ان دونوں کی طرف متوجہ تھی۔ بلیو جینز کی پینٹ پر سفید شرٹ میں ملبوس دراز قد سالک آفریدی کو وہ بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔

"میرے چھوٹے بھائی۔" وہ بڑے فخر سے ان دونوں کی سمت دیکھتے ہوئے بولا۔

"او کے..... سی یو اگین۔" وہ اپنی گھوڑی کی لگام تھام کر آگے بڑھ گئی۔

"آکا بھائی یہ کیا چیز تھی؟" یمین آگے بڑھ آیا۔

"آکا بھائی۔" سالک نے اسے گم صم کھڑا دیکھ کر کندھا ہلایا تو وہ چونک گیا۔

"کچھ ہو گیا ہے؟" وہ شرارت سے بولا۔

"نہیں یار..... تم بھی نا۔" وہ واپس ہو گیا۔

"ادھر کچھ ہو گیا ہے آکا بھائی۔" سالک نے زیر لب کہا' یمین اور یعسوب اس سے چند قدم آگے تھے۔ وہ سالک کے ہلتے لبوں کو نہ دیکھ سکے۔ سالک نے گردن گھما کر دیکھا۔ دور کچے راستوں پر گھوڑی کے ساتھ چلتی وہ بہت چھوٹی سی لگ رہی تھی۔

"ماروی..... ماروی ثمر۔" وہ اس کا نام دہرانے لگا۔

"سالک' کیا ہوا؟" یعسوب نے گردن گھما کر دیکھا۔ وہ وہیں کھڑا تھا۔

"کچھ نہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

✿ ✿ ✿

اس کی انگلینڈ کے لیے سیٹ کنفرم ہو گئی تھی۔ سالک کو یہ خبر سنانے کے لیے وہ باہر نکلا تو وہ کہیں دکھائی نہ دیا۔

"کہاں ہے سالک؟" وہ اسے ڈھونڈتا ہوا باہر نکل گیا۔ موسم بہت بدل رہا تھا۔ وہ گھر سے باہر نکلا تو بے اختیار ہی نظریں آسمان کی سمت اٹھ گئیں۔

آسمان پر کالے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے' ان سیاہ بادلوں کے سائے میں دور دور تک پھیلے سرسبز کھیتوں اور درختوں کے پتوں کا رنگ سیاہی مائل ہو گیا تھا۔ ہوا میں نمی اس بات کا ثبوت تھی کہ کہیں قریب ہی بارش ہو رہی ہے۔ سالک نے بشیر کے ساتھ مل کر کھیتوں کو پانی لگایا ہوا تھا۔

"میری سیٹ کنفرم ہو گئی ہے۔" اس نے بلند آواز سے سالک کو بتایا' وہ جو ٹھنڈے پانی میں پاؤں ڈالے بیٹھا تھا' ایک دم اٹھ گیا۔ جینز کو فولڈ کیے وہ پاؤں میں جوتی اڑس کر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"آکا بھائی' میں تو سمجھا تھا کہ آپ انگلینڈ جانے کی بات مذاق میں کرتے ہیں' بابا کے بعد یہ ساری زمینیں' یہ ساری فصلیں ہماری ذمے داری ہیں' اسی لیے تو اتنا پڑھ لکھ کر بھی ہم اپنے بابا کی زمینیں سنبھال رہے ہیں' یہ ہمیں مٹھی بھر دانوں سے مالا مال کر دیتی ہیں' آکا بھائی آپ کیوں جا رہے ہیں؟" وہ الجھ سا گیا۔ مٹی پر پانی کا پہلا قطرہ گرا تو اس نے سر اٹھا کر آسمان کی سمت دیکھا' سیاہ بادلوں کے نیچے سفید سفید بگلوں کا ایک بہت بڑا غول اڑا جا رہا تھا۔

"میں دو سال کے لیے ہی تو جا رہا ہوں' پڑھائی مکمل کر کے آ جاؤں گا' میں ان ذمے داریوں سے فرار تو نہیں ہو رہا۔ یہ مٹی مجھے بھی بہت پسند ہے۔ ویسے بھی تایا ابا کے بیٹے شاہد کی طرف سے بھی خطرہ ہے مجھے' وہ کسی بھی وقت ہماری زمینوں کا پانی بند کر سکتا ہے۔" وہ پگڈنڈی کی سبز گھاس پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"ابھی تک تو وہ خاموش ہے لیکن اگر اس نے ایسا کچھ کیا تو ہم اپنی طرف کنواں بنوا لیں گے' وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔" سالک بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پانی کے موٹے موٹے قطرے کچے راستے پر گرنے لگے۔ چاروں طرف مٹی کی خوشبو بکھر گئی۔ آسمان مہربان ہو رہا تھا' وہ بھی کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔

"وہ کچھ بھی کر سکتا ہے سالک' تم اسے نہیں جانتے' وہ یہ بات نہیں سمجھتا کہ ہمارے بابا کو بھی وراثت میں اتنی ہی زمین ملی تھی جتنی تایا ابا کو باقی زمین

CamScanner

بابا نے خود خریدی' وہ اپنی محنت سے اپنی زمین بڑھاتے رہے' شاہد کو یہ بات ہضم نہیں ہوتی' وہ صرف یہ دیکھتا ہے کہ ہماری زمینیں اس کی زمینوں سے زیادہ ہیں' ہماری فصل زیادہ ہے ــــ سالک دشمن کو کبھی کمزور نہیں سمجھنا چاہیے۔ شاہد ہمارا دشمن ہے تم اس کی خاموشی کو اس کی کوئی چال ہی سمجھو...... اور ہاں مجھے سب کچھ بتاتے رہنا' بی بی جان کا بہت خیال رکھنا' یمین کو بھی اب کام میں لگالو' بہت کرلی عیاشی۔" وہ بارش کی تیزی دیکھ کر اٹھ گیا۔

"جب یہ ہی کام کرنا ہے تو پڑھائی کی کیا ضرورت ہے آکا بھائی۔" سالک جھنجلاہٹ کا شکار تھا۔

"میں جو کچھ پڑھنے جارہا ہوں' وہ مجھے اسی کام میں مدد دے گا' تم سوچو مت' دو سال تو پر لگا کر اڑ جائیں گے۔" وہ اس کے ساتھ ساتھ گھر کی طرف چلتے ہوئے بولا۔

"آکا بھائی۔" وہ اور کچھ بھی نہ کہہ سکا۔ بارش کی شدت میں اضافہ ہوگیا۔ وہ دونوں بھاگتے ہوئے گھر میں داخل ہوگئے۔

☼ ☼ ☼

اسے انگلینڈ آئے دو مہینے ہوگئے تھے۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ ان دو مہینوں میں اسے جہاں سالک' یمین اور بی بی جان یاد آتے تھے وہیں وہ لڑکی ماروی بھی بہت یاد آتی تھی۔ وہ اس سے صرف ایک بار ملا تھا۔ مگر اسے محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اس سے کئی بار مل چکا ہے' اسے صدیوں سے جانتا ہے۔ دل ہی دل میں وہ اس کا نام اپنے نام سے پہلے جوڑتا تھا اور پھر اپنی سوچ پر خود ہی مسکرا دیتا تھا۔

"بھلا ایک دفعہ کسی سے ملاقات کرنے سے محبت تو نہیں ہوجاتی۔" وہ خود پر ہنس دیتا۔ وہ یعسوب آفریدی تھا جس کو اپنی انا بہت عزیز تھی۔ وہ کسی لڑکی کے چکر میں پڑ کر خود کو خوار نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اب' وہ جس وقت بھی کچھ لکھنے کے لیے قلم اٹھاتا تو بے اختیار اسی کا نام صفحے پر لکھ دیتا۔ کئی دفعہ تو کسی دھیان میں وہ اپنی کتابوں پر بھی اس کا نام لکھ بیٹھا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ میں ایک دفعہ اس سے ملنے کے بعد اسے اتنا سوچنے لگا ہوں۔ آخر وہ کیا لگتی ہے میری؟ اس کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ مجھے ابھی تک ازبر کیوں ہے؟ وہ مجھے گاؤں میں اتنا یاد نہیں آئی تو اب یہاں پردیس میں اتنا تنگ کیوں کر رہی ہے۔ یعسوب آفریدی یہ تم نہیں ہو۔" وہ جھنجلا کر کتابیں بند کردیتا۔ وہ لمحہ لمحہ یاد آتی تھی۔

"اس روز گھڑ دوڑ میں' میں تم سے جیت گیا تھا ماروی مگر حقیقت تو یہ ہے کہ تم جیت گئی ہو' انا کے تخت پر بیٹھا یعسوب آفریدی ہار گیا ہے۔" اس نے ہار مان لی۔ بی بی جان جو اس سے شادی کی بات کرتی تھیں تو وہ ٹال دیتا تھا۔ اب اپنی واپسی کا شدت سے منتظر تھا۔

"ابھی تو وہ بھی پڑھ رہی ہے' میں واپس جاتے ہی بی بی جان کو اس کے گھر بھیج دوں گا۔" وہ ایک فیصلہ کر کے مطمئن ہوگیا۔

محبت روگ ہے جاناں
بڑا سنجوگ ہے جاناں
بڑے بوڑھے بتاتے ہیں
کئی قصے سناتے ہیں
مگر ہم جانتے کب تھے
یہ سب کچھ مانتے کب تھے
یہ باتیں ذکر کے قابل
بھلا گردانتے کب تھے
انا کے تخت پر بیٹھے ہمیں معلوم ہی کب تھا
ہمیں معلوم ہی کب تھا
تمہاری یاد کا گہرا سمندر جاگ اٹھتا ہے
قلم جب بھی اٹھاؤں میں
غزل جب گنگناؤں میں
میرے اندر سے بس
تیری آواز آتی ہے
قلم جب تجھ کو لکھتا ہے
تو بس لکھتا ہی جاتا ہے
یہی لکھتا ہے تیرے بن

کوئی لمحہ نہیں گزرا
گزرنا بھی نہیں شاید
ہماری موت تک جاناں
وہ ڈائری کھولے لکھتا ہی چلا گیا

☼ ☼ ☼

وہ یونیورسٹی سے لوٹا تو سالک کا فون آگیا۔

"آکا بھائی' بہت مسئلہ ہوگیا ہے۔ شاہد نے پانی بند کردیا تھا۔ میں نے بڑے آرام سے بات کی تھی کہ جب تک ہم اپنا کنواں نہیں بنوالیتے ہمیں پانی دینا ہوگا مگر وہ نہیں مانا' اس نے تو سڑک کے پار والی زمین پر ٹریکٹر بھی چلوا دیا تھا رات کے اندھیرے میں' دو دو انچ کا بوٹا (پودا) نکل آیا تھا' نقصان ہوگیا' اصل بات تو اب کھل کر سامنے آئی ہے۔" سالک اسے جو کچھ بتارہا تھا اس کا اندازہ اسے پہلے سے تھا۔

"کیا؟" اس نے تجسس سے پوچھا۔

"ہم سمجھتے تھے کہ اس کے دل میں صرف زمینوں کی کمی زیادتی والی بات ہے مگر ایسا نہیں ہے' وہ تو ــــ وہ ماروی سے شادی کرنا چاہتا ہے رشتہ بھی بھجوایا تھا' ان ہی دنوں بی بی جان بھی ماروی کے گھر رشتے کے لیے گئی تھیں' سوری آکا بھائی آپ سے پوچھے بغیر وہ رشتے کے لیے چلی گئیں۔" سالک کی بات پر جہاں وہ پریشان ہوا تھا' وہاں اب بے اندازہ خوشی بھی مل گئی تھی۔

"ماروی نے ہمارے گھر کا پرپوزل ایکسپٹ کرلیا ہے' بس شاہد کو یہی غصہ ہے جو وہ نکال رہا ہے ــــ آکا بھائی اب اس میں ہمارا کیا قصور ہے کہ ماروی نے اس کی بجائے ہمارے گھر کا پرپوزل منظور کیا ــــ خیر آپ یہ بتایئے آپ کو اس بات سے اختلاف تو نہیں آپ خوش ہیں نا۔" سالک اس سے کچھ پوچھ رہا تھا۔ وہ ابھی تک بے یقین تھا۔ اس کی دعائیں اتنی جلدی قبول ہوگئی تھیں۔

"ہاں بہت خوش ہوں۔"

"تسی گریٹ او لالے ــــ بس اب بی بی جان آپ کو فون کر کے سب کچھ بتادیں گی' ماروی کی دادی بہت بیمار ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ وہ جلد از جلد اسے رخصت کردیں' اب آپ کو آنا ہوگا۔" وہ بات مکمل کر کے فون بند کرچکا تھا۔ وہ بھی اپنی واپسی کے لیے کچھ سوچنے لگا۔ دل میں خوشی کے چشمے پھوٹ رہے تھے۔ وہ مسکراتا ہی چلا گیا۔

☼ ☼ ☼

بی بی جان کا فون آیا تھا۔

"اب تو آؤ گے نا' شادی کے لیے راضی ہو؟" بی بی جان پوچھ رہی تھیں۔

"جی۔" وہ بس اتنا ہی کہہ سکا۔

"لڑکی پسند ہے نا۔" بی بی جان کے لہجے میں کچھ خاص تھا' وہ چونک گیا مگر ان سے کہہ نہ سکا کہ اگر اس کے لیے پوچھا ہے تو لہجے میں اتنی سنجیدگی کیوں ہے جیسے وہ اس سے رائے لے رہی ہوں۔

"جی!" وہ ایک بار پھر اسی طرح بولا۔

"تو بس پھر ٹھیک ہے' اب تم بھی آجاؤ تاکہ تمہارا بھی کچھ سوچوں۔" بی بی جان نے اتنا کہہ کر فون بند کردیا۔ وہ جو اتنا خوش تھا الجھ سا گیا۔ بی بی جان کی بات نے اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کردیا تھا ہر روز گھر سے فون آتے تھے کہ جلدی کرو' ماروی کے گھر والے جلدی کر رہے ہیں' وہ پھر خوش ہوجاتا مگر جب بی بی جان کی بات یاد آتی تو وہ سوچ میں پڑجاتا۔ اس نے کسی نہ کسی طرح واپسی کی سیٹ کروالی۔ سامان پیک کر رہا تھا جب موبائل پر سالک کا نام جگمگانے لگا۔ اس نے موبائل کان سے لگالیا۔

"آکا بھائی' اب آپ لیٹ ہوگئے ہیں' کب سے شور مچا رہے تھے ہم سب مگر آپ نے پھر بھی اتنی دیر کردی ــــ ماروی کی دادی بہت بیمار تھیں' انہیں جلدی تھی' اسی لیے ہم آپ کا مزید انتظار نہیں کرسکے۔" سالک کا انداز شکوہ کناں تھا' اس کا دل تھم سا گیا۔

"کیا مطلب؟" بے جان سی آواز لبوں سے نکلی۔

"مطلب یہ کہ ماروی کو میں لے آیا ہوں آکا بھائی' ماروی کو دلہن بنا کر لے آیا ہوں' بی بی جان بتا رہی

تھیں کہ اب آپ بھی شادی پر راضی ہیں' آپ بڑے ہیں' حق تو پہلے آپ کا تھا مگر میں نے ہی ضد کر کے بی بی جان کو ماروی کے گھر بھیج دیا۔ بس آپ جلدی سے آجائیں۔"

وہ بے حد خوش تھا۔ یعسوب کو محسوس ہوا جیسے وہ کسی کھائی میں گرتا چلا جارہا ہے۔ اتنی بڑی خوش فہمی کیسے ہو گئی اسے' وہ کیا سمجھ رہا تھا اور کیا ہو گیا' ماروی' جسے اس نے ہزاروں لاکھوں بار ماروی یعسوب لکھا تھا۔ ماروی سالک بن چکی تھی۔ وہ رونا چاہتا تھا۔ مگر رویا نہیں۔

"اتنی بڑی غلط فہمی۔ حالانکہ سالک اور بی بی جان نے مجھے یہ تو نہیں کہا تھا کہ وہ میرا رشتہ لے کر گئے ہیں۔ میں نے یہ سب خود بخود کیسے سوچ لیا۔" وہ پاؤں کی ٹھوکر سے بیگ کو پرے دھکیلتا باہر نکل گیا۔

☼ ☼ ☼

سب کے ہنستے مسکراتے چہروں میں ایک چہرہ اس کا تھا جس پر سجی دو ذہین آنکھوں میں اداسیوں کا موسم ٹھہر سا گیا تھا۔ زندگی میں پہلی دفعہ کسی کو اتنی شدت سے مانگا تھا' اس نے تو سن رکھا تھا کہ دعا تقدیر بدل دیتی ہے مگر اب ماروی سالک کے ہمراہ بیٹھی ہنستی کھلکھلاتی اسے اس کی دعاؤں کے ناخالص ہونے کا ثبوت پیش کر رہی تھی۔ یہ لڑکی صرف ایک نظر دیکھنے کے بعد زندگی سی لگنے لگی تھی اور اب اسے احساس ہوا تھا کہ وہ اس کے ہاتھ کی لکیروں میں تھی ہی نہیں' واپسی کے سفر میں بھی ایک آس تھی' ایک امید تھی کہ شاید سالک نے اس کے ساتھ مذاق کیا ہو مگر گھر میں گھستے ہی ان دونوں کو ایک ساتھ کھڑے ہنستے مسکراتے دیکھ کر اس کا دل پوری شدت سے چلایا تھا۔

توڑدے ہر اک آس کی ڈوری
آسوں میں کیا رکھا ہے
عشق محبت باتیں ہیں
سو باتوں میں کیا رکھا ہے
قسمت میں جو لکھا ہو
وہ آخر ہو کر رہتا ہے
چند لکیریں الجھی سی
اور ہاتھوں میں کیا رکھا ہے؟

"کون ہے وہ لڑکی جس سے شادی کے لیے میرا "استون مین" راضی ہو گیا ہے' کوئی خود پسند کی ہے یا میں کروں؟" بی بی جان نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ یہ وہ لہجہ تھا جو ماروی کے لیے اس سے رائے لیتے ہوئے غائب تھا۔

"کوئی نہیں' میں نے یونہی کہا تھا۔" اس نے بات ختم کر دی۔

"ایسے کیسے ہو سکتا ہے یعسوب؟" بی بی جان نے اسے گھور کر دیکھا۔

"ہو سکتا ہے' میں نے آپ سے یونہی کہا تھا۔ میں شادی کرنے نہیں آیا۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

بی بی جان نے گھور کر اس کی پشت کو دیکھا۔ یمین جیسے ایک لمحے میں سب کچھ سمجھ گیا مگر اب خاموشی کے سوا کوئی راستہ نہ تھا' سو وہ خاموش ہی رہا۔

☼ ☼ ☼

سالک اور ماروی شمالی علاقہ جات کی سیر کے بعد واپس لوٹے تو وہ خود کو مکمل طور پر کام میں مصروف کر چکا تھا۔ جس روز سالک اور ماروی واپس آئے اسی رات گھر کے اطراف میں فائرنگ بھی ہوئی یعسوب نے منشی جی سے معلوم کرنے کو کہا تو پتا چلا کہ کوئی رات کے اندھیرے میں ہوائی فائر کر رہا تھا۔

"یہ شاہد کی کارستانی ہو گی' وہ پہلے بھی اسی طرح فائر کروا چکا ہے۔" سالک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مگر اس سب سے حاصل کیا ہو گا اسے؟" وہ کچھ نہ سمجھ سکا کہ سالک کیا سوچ رہا ہے۔

"آکا بھائی' دراصل وہ اپنی شکست کا بدلہ لے رہا ہے ہم سے' وہ ماروی کی وجہ سے یہ سب کر رہا ہے۔" سالک بے حد آہستگی سے بولا۔

"اوہ۔۔۔ اب سمجھا۔۔۔ شاہد کے لیے اب زمین سے زیادہ یہ بات ضد اور انا کا مسئلہ بن گئی ہے اور یہ

بہت خطرناک بات ہے' ہمیں بہت احتیاط سے کام لینا ہو گا۔" اس نے سالک کو سمجھانا چاہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مگر میں یہ سب برداشت نہیں کر سکتا' ماروی میری بیوی ہے اور علاقے کے لوگوں میں شاہد کے حوالے سے کوئی الٹی سیدھی بات پھیلے' میں یہ برداشت نہیں کروں گا۔" وہ مٹھیاں بھینچنے لگا۔

"شاہد تم نے اسی لیے جلدی شادی کروالی۔" وہ اسے کھوج رہا تھا۔

"ہاں یہ بات بھی تھی مگر آکا بھائی' سچ تو ہے کہ میں ماروی کو پہلی دفعہ دیکھنے کے بعد ہی پسند کرنے لگا تھا۔ آپ کے جانے کے بعد دو تین دفعہ ملاقات ہوئی تھی ہماری' مجھے محسوس ہو گیا تھا کہ وہ بھی انٹرسٹڈ ہے۔ میں نے ماروی سے پوچھ کر ہی بی بی جان کو بھیجا تھا۔" وہ کیا کچھ بتا رہا تھا۔ یعسوب نے کرسی کی بیک سے سر ٹکا دیا۔ وہ جس کی خاطر عمر تیاگنے کو تیار ہو گیا تھا وہ اس کے جذبوں سے لاعلم تھی۔

"آکا بھائی' شاہد کی بدتمیزیاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ اس سے دو ٹوک بات کرنی پڑے گی۔" کچھ دیر بعد سالک کی آواز سنائی دی تو وہ چونک گیا۔

"ہاں' میں خود بات کرلوں گا۔" اس نے اسے تسلی دی۔ سالک خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا۔ وہ اندھیروں میں کسی تارے کو کھوجنے لگا۔ کھڑکی سے آسمان پر تارے دکھائی دے رہے تھے۔

"اور میری قسمت کا ستارہ تو ڈوب گیا نا۔" دل کرلایا تھا' اس نے بے قراری سے سر ادھر ادھر پٹکا۔

"ایسے کیوں ہو رہے ہو یعسوب آفریدی' ایک لڑکی کے نہ ملنے پر اتنی بے بسی۔۔۔ یہ تم تو نہیں تھے یعسوب آفریدی جو اتنے کمزور پڑ جاؤ وہ بھی ایک جذبے کے ہاتھوں۔"

وہ خود کو ڈانٹنے لگا۔ مگر اندر کہیں شکستگی کا ماتم تو ہو رہا تھا۔ انسان مختار کل کبھی بھی نہیں رہا اور نہ کبھی ہو سکتا ہے۔ دل کی بے بسی ہی وہ مقام ہے جہاں خود کو مجبور تسلیم کر کے کسی سپر پاور کا یقین ہوتا ہے' جو کبھی بھی' کہیں بھی' کچھ بھی کر سکتا ہے۔ یعسوب آفریدی بھی دل کی بے بسی کے اسی مقام پر کھڑا تھا جہاں اس کی نگاہیں دور آسمان پر کسی کو کھوج رہی تھیں تاکہ وہ اس سے پوچھ سکے کہ ایسا کیوں ہوا؟

اس نے ماروی کو ایک ایک لمحے میں' ایک ایک سانس کے ساتھ مانگا تھا اور جب یہ دعائیں بے ٹھکانہ ہو گئیں تو وہ اتنا مضبوط شخص اندر سے ٹوٹ پھوٹ گیا تھا۔

اس نے آنکھیں میچ لیں۔ وہ اب مزید کچھ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔ یونہی کتنے بہت سے دن گزرتے چلے گئے۔

☼ ☼ ☼

رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا جب اس کی آنکھیں کھلیں۔ باہر سے کسی کے چلانے کی آواز آرہی تھی۔ وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ یہ آواز بشیر کی تھی۔ وہ تیزی سے باہر بالکونی میں نکلا بشیر گیٹ کے باہر کھڑا چلا رہا تھا۔

"آکا بھائی۔۔۔ آکا بھائی میں لٹ گیا۔۔۔ آکا بھائی میرا سونا (گندم کی پکی ہوئی فصل) جل کر راکھ ہو گیا۔" وہ سر پیٹ رہا تھا۔ وہ اسی تیزی سے اپنا ریوالور لے کر نیچے اترا تھا۔ سالک اور یمین بھی بشیر کی آواز سن کر باہر نکل آئے تھے۔

"سب کچھ جل گیا۔۔۔ سب کچھ راکھ کا ڈھیر بن گیا۔" وہ ستون سے سر ٹکرانے لگا۔

"بشیر ہوا کیا ہے' کچھ بتاؤ تو سہی۔" سالک نے اسے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا۔

"وہ میری فصل۔۔۔ وہ جسے دیکھ دیکھ کر میرا خون بڑھتا تھا۔۔۔ وہ جو میری مرتی ہوئی ماں کی زندگی کی آس دلاتی تھی۔۔۔ وہ جو میرا قرض اتارنے کی امید تھی۔۔۔ آکا بھائی میری وہ فصل جل گئی۔۔۔ میں نے خود شاہد کی گاڑی دیکھی ہے۔۔۔ اسی نے آگ لگوائی ہے۔" بشیر' سالک کے کندھے سے لگ کر روتا چلا گیا۔

"تمہیں یقین ہے کہ یہ سب شاہد نے کیا ہے؟" اس نے ایک دفعہ پھر سننا چاہا۔

"ہاں..... میری آنکھیں دھوکہ نہیں کھا سکتیں' وہ شاہد کی ہی گاڑی تھی۔" بشیر نے ایک بار پھر اپنے الفاظ دہرائے۔

"شاہد کی تو..... آج کچھ ہو جائے گا آکا بھائی۔" سالک بشیر کو الگ کر کے تیزی سے آگے بڑھا تھا۔ اس کا ہاتھ جیب کی طرف گیا تھا۔ بلب کی روشنی میں یعسوب کو سیاہ رنگ کا ریوالور دکھائی دیا۔

"سالک..... رکو۔" وہ اس کے پیچھے ہی لپکا تھا۔ پرانے کنویں سے ذرا آگے۔ بشیر کی جلتی ہوئی فصل دکھائی دے رہی تھی۔

"ہمارے دوست کی زندگی تباہ ہو گئی اور ہم خاموش بیٹھے رہیں..... آکا بھائی اس بار تو اس کی فصل اتنی اچھی ہوئی تھی۔ اسی دفعہ تو تمام مشکلات کے ختم ہونے کی آس بندھی تھی اسے' نہیں میں خاموش نہیں رہوں گا۔" وہ غصے سے بولتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ اس کے پیچھے ہی بھاگا تھا۔ بشیر بھی سالک کو روکتا ہوا ان کے پیچھے ہی آ رہا تھا۔

"ہم پولیس میں رپورٹ لکھوائیں گے' بشیر نے خود شاہد کی گاڑی جاتی دیکھی ہے' یہ گاڑی کا نمبر لکھوا دے گا۔" یعسوب نے اسے سمجھانا چاہا۔

"ہاں سالک..... یہ ٹھیک ہے' میں نے دھواں اٹھتا دیکھا تو گھر سے باہر آ گیا' نیند تو آ ہی نہیں رہی تھی' بے چینی سی بے چینی تھی' باہر نکلا تو میں نے آگ کے شعلے بلند ہوتے دیکھے اور کچے راستے پر شاہد کی گاڑی دیکھی' اس سے پہلے..... کہ میں آگے بڑھتا' وہ گاڑی میں بیٹھ کر چلا گیا۔" بشیر نے تفصیلاً بتایا۔ وہ کئی صدیوں کا تھکا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا لہجہ ٹوٹ رہا تھا۔

"مگر اس سے بات تو کرنی ہی ہو گی' ہم نے کوئی چوڑیاں نہیں پہن رکھیں' ہماری خاموشی ہماری بزدلی کو ظاہر کرے گی۔" سالک ایک بار پھر تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔

"سالک۔" وہ ایک بار پھر اس کے پیچھے لپکا' اسی لمحے عقب سے عجیب سی آواز سنائی دی' وہ دونوں تیزی سے پیچھے کی طرف مڑے تو کنویں کے پاس کی جھاڑیاں ہلتی ہوئی دکھائی دیں اور بشیر کی بلند چیخ مدھم پڑتی گئی۔

"بشیر!" وہ دونوں ہی کنویں کی طرف بھاگے چند لمحے تو وہ دونوں کچھ سمجھ ہی نہ سکے کہ کیا ہو گیا ہے۔

"بشیر..... بشیر۔" سالک کنویں کی سمت بھاگا۔

"سالک..... وہاں کوئی ہے سالک۔" وہ پوری قوت سے چلایا تھا۔

"کون ہے؟" وہ جھاڑیوں کی سمت بڑھا۔ دو ہیولے تیزی سے بھاگتے ہوئے نظر آئے۔

"بشیر کو کنویں میں دھکا دے دیا ہے آکا بھائی' ان کا پیچھا کریں۔" سالک ان کے پیچھے بھاگا تھا۔ وہ بھی سالک کے ساتھ ان ہیولوں کے پیچھے بھاگنے لگا۔ ان میں سے ایک نے پلٹ کر فائر کیا تھا۔ یعسوب کے بازو کو چھو کر گولی آگے گزر گئی۔ خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔ وہ زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔

"سالک..... رک جاؤ۔" وہ پوری شدت سے چلایا تھا۔ دل کسی انہونی کے ڈر سے عجیب انداز میں دھڑکا تھا۔ شاید یہ سب کچھ ماروی کی وجہ سے کر رہا تھا۔ اس کا اصل نشانہ سالک تھا اور سالک اندھا دھند بھاگ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد گولی چلنے کی آواز سنائی دی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر آگے بڑھا۔ کافی فاصلے پر ایک شخص زمین پر گرا ہوا تھا دور جھاڑیوں سے آگے کوئی بھاگ رہا تھا۔ وہ ذرا آگے بڑھا تو سالک ہاتھ میں ریوالور تھامے بت بنا کھڑا تھا۔

"سالک..... یہ تم نے کیا کیا؟" وہ بے حد آہستگی سے بولا۔

"قتل..... مجھ سے قتل ہو گیا ہے آکا بھائی۔" وہ بھی اسی آہستگی سے بولا تھا۔

"ک..... کون ہے یہ؟" اس نے آگے بڑھ کر اس شخص کا چہرہ دیکھنا چاہا چاند کی روشنی اگرچہ مدھم تھی مگر وہ اس شخص کے نقوش پہچان گیا۔

"یہ تو شاہد ہے سالک۔" وہ تیزی سے اس کی طرف مڑا۔

"تو کہیں بھاگ جا سالک..... بھاگ جا۔" وہ اسے ایک نیا راستہ دکھانے لگا۔

"کہاں بھاگ جاؤں؟" وہ اسی لہجے میں بولا۔

"کہیں بھی بھاگ جا سالک' سوچ ماروی کا کیا ہو گا؟ تیری اولاد کا کیا ہو گا جو ابھی اس دنیا میں بھی نہیں آئی؟ سالک تو بھاگ جا۔" وہ اسے جھنجھوڑنے لگا۔

"ابھی ابھی اس نے میرے دوست کو موت کے گھاٹ اتار دیا یہ قتل مجھ پر واجب تھا۔" وہ عجیب سے لہجے میں بولا۔

"سالک....." وہ پوری قوت سے چلایا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا' پولیس کی گاڑی کے سائرن بجنے لگے۔ دوسرا شخص جو بھاگ نکلا تھا وہ پولیس کو مطلع کر چکا تھا۔

"سالک..... بھاگ جا اور یہ پستول مجھے دے دے میرا کیا ہے؟ میری ذات سے کون سا ذمے داری کا رشتہ جڑا ہے' مجھے دے دے۔" وہ سالک کی مٹھی کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔

"قتل میں نے کیا ہے آکا بھائی' سزا بھی مجھے ہی ملنی چاہیے' ورنہ میں ہر روز پھانسی کے تختے پر چڑھنے کی اذیت سے گزروں گا۔" وہ سسک اٹھا۔

"سالک' ایسے مت کر یار۔" وہ بھی بے بس سا ہو گیا۔ پولیس ان کے سر پر آ چکی تھی۔

"بھاگنے کی کوشش کی تو فائر کھول دوں گا۔" پولیس آفیسر نے وارننگ دی تھی۔ سالک آگے بڑھ گیا۔

"اس شخص نے میرے دوست کو کنویں میں دھکا دیا تھا' میں نے اسے گولی مار دی۔" وہ اقرارِ جرم کر رہا تھا۔ یعسوب کچھ بھی نہ کر سکا۔

☼ ☼ ☼

چند ہی دنوں میں یہ ثابت ہو گیا تھا کہ بشیر کی فصل سگریٹ کے سلگتے ٹکڑے سے جل کر راکھ ہوئی تھی اور خود بشیر پاؤں پھسلنے سے کنویں میں جا گرا تھا۔ سالک پر قتل ثابت ہو چکا تھا۔ وہ سب اس کے لیے کچھ بھی نہ کر سکے تھے۔ خود سالک نے اقرارِ جرم کر لیا تھا۔

دس تاریخ کا سورج اپنے وقت پر طلوع ہوا تھا۔ وہ اور یمین اپنے اتنے خوب صورت اور مضبوط بھائی کو بے جان کاٹھی کی شکل میں گھر لائے تھے۔ ماروی جو دروازے کے بیچوں بیچ کھڑی تھی' لہرا کر فرش پر گر گئی۔

"سالک..... میرے بچے۔" بی بی جان سینے پر زور دار ہاتھ مار کر اس کی میت کی طرف بڑھی تھیں۔

"ماروی..... سنبھالو خود کو۔" اس نے سہارا دے کر ماروی کو اٹھایا مگر وہ ایک بار پھر اس کے بازوؤں میں جھول گئی۔ گھر میں سالک کی جواں موت کے ماتم بلند ہوئے اور پھر رفتہ رفتہ ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ افسوس کرنے والے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ انہی دنوں ماروی کی دادی بھی وفات پا گئیں۔ ماروی کسی بے جان پتھر کی طرح سارا سارا دن بستر پر لیٹی چھت کو گھورتی رہتی' عبدل یا تو بی بی جان کے کندھے سے لگا رہتا یا پھر وہ دونوں اسے اٹھا کر ادھر ادھر گھومتے رہتے۔

زندگی میں بعض حادثات اتنے عجیب طریقے سے رونما ہوتے ہیں کہ انسان کئی سال بے یقینی میں ہی رہتا ہے۔ وہ بھی سالک کے چلے جانے پر ابھی تک یونہی بے یقین سی تھی۔ اسے لگتا وہ ابھی دروازہ کھول کر ہنستا مسکراتا اندر داخل ہو گا' وہ اپنے گھوڑے پر اسے بٹھا کر دیر تک چلتا رہے گا' وہ پاگلوں کی طرح بستر پر تصویریں پھیلا کر انہیں دیکھتی رہتی۔

"سالک..... سالک یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔" وہ اندر ہی اندر سسکتی رہتی' دل ہر وقت کرلاتا رہتا۔ وہ اب کبھی سالک کو دیکھ نہیں سکے گی۔ بے بسی سی بے بسی تھی' وہ ساری تصویریں اٹھا کر ادھر ادھر پھینک دیتی۔

"تمہیں میری پروا نہیں تو مجھے بھی تمہاری پروا نہیں۔" وہ بہت غصے سے بولی اور پھر فرش پر بیٹھ کر روتی چلی گئی۔ یعسوب اس کے کمرے سے اٹھتی رونے سسکنے کی آوازیں سنتا رہتا۔

"وہ اسے کبھی بھلا ہی نہیں سکے گی۔" وہ خود کو بار بار یاد کرواتا' مگر دل اب بھی اسی کے نام پر دھڑکتا تھا اسی لیے تو وہ کہیں اور خود کو پابند نہیں کر سکا تھا۔

"کس امتحان میں ڈال گئے ہو سالک۔" وہ بالوں کو مٹھیوں میں بھینچ کر بیٹھ گیا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے دماغ کی شریانیں پھٹ جائیں گی۔

"آکا بھائی' میری ماروی کو اپنا لینا۔" سالک کی منت بھری آواز کہیں قریب سے ہی ابھری۔ وہ یکدم سیدھا ہو بیٹھا۔

"کتنے خود غرض ہو رہے ہو تم یعقوب آفریدی' ہمیشہ اپنے بارے میں ہی سوچا تم نے' تمہاری نظر کھا گئی تمہارے بھائی کی خوشیوں کو' اب جب وہ تمہیں ایک ذمّے داری سونپ کر گیا ہے تو تم اس سے بھی فرار چاہتے ہو' اس میں بھی اپنی خوشی دیکھ رہے ہو؟ لعنت ہے تم پر یعقوب آفریدی' کتنے حریص اور کتنے خود غرض ہو تم۔" وہ خود کو لعن طعن کرنے لگا۔ دماغ نے پہلی بار اس طرح سوچا تھا۔ محبت اس کا امتحان لینے والی تھی۔

"میں' ماروی کی تمام تر بے اعتنائیوں کے باوجود' اس کی اور سالک کی محبت کے باوجود' اسے اپنانے کے لیے تیار ہوں اور میرا وعدہ ہے کہ میں اپنا صبر ٹوٹنے نہیں دوں گا اور نہ ہی ماروی سے کوئی شکوہ کروں گا۔" اس نے خود سے ایک وعدہ کیا اور سکون سے آنکھیں موند لیں۔

☼ ☼ ☼

بڑی سادگی اور خاموشی سے ان دونوں کا نکاح ہو گیا تھا۔ ماروی کے والد اس کے شکر گزار تھے کہ اس نے ان کی بیوہ بیٹی کو سہارا دے دیا تھا' ورنہ ابھی اس کی عمر ہی کیا تھی۔

وہ مہمانوں کے جانے کے بعد اپنے کمرے میں آیا تو ماروی وہیں موجود تھی' اس کا وجود اس کمرے میں بہت عجیب سا لگ رہا تھا' یوں جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہو' گلابی رنگ کے سادہ سے سوٹ میں ملبوس نہ ہاتھوں میں چوڑیاں' نہ مہندی' نہ کوئی زیور' وہ کہیں سے بھی اس کی دلہن نہیں لگ رہی تھی۔ وہ بجتی سنورتی بھی کیوں؟ کس کے لیے؟ جس کے لیے سنورا کرتی تھی وہ اب نہیں تھا' اور جواب تھا' اس کے لیے سنورنا وہ پسند نہیں کرتی' وہ کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا' سگریٹ سلگا کر لبوں سے لگایا' وہ اسی طرح بیٹھی رہی' جیسے کچھ سننا چاہ رہی ہو۔

"اس کمرے میں سالک کی خوشبو نہیں ہے' کیونکہ یہ کمرہ اس کا نہیں ہے' یہ میرا کمرہ ہے' تم اگر چاہو تو پچھلے دروازے سے سالک کے یعنی اپنے کمرے میں جا سکتی ہو اور اگر چاہو تو یہاں بھی رہ سکتی ہو میرے وجود کو کوئی اہمیت نہ دینا' میرا ہونا نہ ہونا ایک برابر سمجھو کیونکہ میں اپنے بھائی کی دی ہوئی ذمّے داری نبھا رہا ہوں' زبردستی کا قائل نہیں۔" وہ بہت سنجیدگی سے کہہ کر خاموش ہو گیا۔ وہ ایک لمحے کی تاخیر کیے بنا اٹھ گئی۔

"ابھی عبدل بہت چھوٹا ہے' ابھی اس کمرے میں رکھی سالک کی نشانیوں کو وہ سمجھ نہیں سکتا' میرا وعدہ ہے آپ سے میں اس کے بولنے اور سمجھنے سے پہلے خود کو اس کمرے میں رہنے پر تیار کر لوں گی۔" وہ اپنی بات مکمل کر کے پیچھے کا دروازہ کھول کر نکل گئی۔ اس نے جیب سے نکاح نامہ کھول کر سامنے کیا' اس کا نام ویسے ہی جگمگا رہا تھا جیسے وہ دیکھنا چاہتا تھا مگر یہ چیز اسے خوش نہیں کر سکی تھی' اس نے نکاح نامہ دراز میں رکھ کر لاک لگا دیا۔ فجر کی اذان کے ساتھ ہی اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ ہر روز کی طرح غسل کر کے مسجد کی طرف روانہ ہو گیا۔ نماز پڑھ کر جب وہ واپس آیا تو ماروی کمرے میں موجود تھی' عبدل بھی پلنگ پر سو رہا تھا۔ کھڑکی سے پردے ہٹا دیے گئے تھے۔ صبح کی نیلاہٹ لیے روشنی اندر چھن چھن کر آ رہی تھی۔

"عبدل سو رہا ہے؟" اس نے جھک کر سوئے ہوئے عبدل کی پیشانی چومی' ہمیشہ کی طرح اسے محسوس ہوا جیسے وہ سالک کی پیشانی چوم رہا ہو۔

"رات کو بہت تنگ کرتا ہے' رونا بھی بہت ہے'

جوں ہی فجر کی اذان شروع ہوتی ہے' یہ سو جاتا ہے۔" وہ بالوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹتے ہوئے بولی۔ وہ عبدل کے پاس بیٹھ گیا۔ ماروی بھی کچھ فاصلے پر خاموشی سے بیٹھی انگلیاں چٹخاتی رہی۔

"میں نے سوچا بی بی جان کچھ اثر نہ لے لیں' اسی لیے میں عبدل کے سوتے ہی اسے یہاں لے آئی' کسی کو پتا نہیں چلنا چاہیے۔" وہ شاید اس سے درخواست کر رہی تھی۔

"ایسے ہی ہو گا۔" وہ ننھے عبدل کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے کھیلنے لگا۔ اسے محسوس ہوا جیسے سالک اس دنیا سے گیا ہی نہ ہو' وہ عبدل کی شکل میں وہیں موجود تھا۔

"میں ناشتا تیار کرتی ہوں' آپ عبدل کو سونے دیں' ایسے تو وہ جاگ جائے گا۔" وہ باہر نکلتے نکلتے رک کر بولی۔ وہ جو عبدل کے ننھے ننھے ہاتھوں کو چوم رہا تھا' اس کی بات سمجھ کر وہاں سے اٹھ گیا۔

"میں ناشتا نہیں کروں گا' مجھے آج کچھ ضروری کاغذات بنوانے ہیں' شہر جانا ہے۔ میں نے بشیر کی زمین بیچ دی ہے' جو رقم ملی ہے اس سے اس کی والدہ کا آپریشن اور قرض کی ادائیگی بھی ہو جائے گی اور کچھ بچ بھی جائے گی' آگے کے لیے میں نے ان کا ماہوار خرچ اپنے ذمّے لے لیا ہے۔۔۔ تم ایسا کرو ناشتا مت بناؤ' بس ایک کپ چائے بنا دو۔" اسے تفصیل بتا کر وہ وارڈ روب کی طرف بڑھ گیا۔ وہ بھی اثبات میں سر ہلاتی باہر نکل گئی۔

"امتحان بہت کڑا ہے یعقوب آفریدی۔" وہ پلٹ کر ہلتے ہوئے پردے کو دیکھ کر خود سے مخاطب ہوا اور پھر کپڑے لے کر واش روم میں گھس گیا۔

ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے اسے محسوس ہوا جیسے بی بی جان کچھ سوچ رہی ہیں' ان کا دھیان کھانے کی طرف بالکل نہیں تھا۔ یمین نے اس کی نظروں کا زاویہ سمجھ کر بی بی جان کا شانہ ہلایا' مگر وہ گم صم بیٹھی رہیں' ماروی نے بھی بے چینی سے گود میں بیٹھے عبدل کو یعقوب کی گود میں بٹھا دیا اور خود بی بی جان کی طرف بڑھ گئی۔

"کیا ہوا بی بی جان؟ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" وہ ان کے ہاتھ دبانے لگی۔

"ہاں طبیعت تو ٹھیک ہے مگر آج رات میں نے بڑا عجیب خواب دیکھا تھا۔" وہ بہت افسردگی سے بولیں۔

"کیسا خواب؟" اس نے تجسس سے پوچھا۔

"میں نے دیکھا' سالک بہت خوش ہے' مگر میں نے یعقوب کو بھی دیکھا۔۔۔ یعقوب خوش نہیں تھا بلکہ اسے میں نے بہت افسردہ دیکھا۔۔۔" بی بی جان نے بہت آہستگی سے کہا' ماروی چور سی بن گئی اس نے ڈرتے ڈرتے یعقوب کی سمت دیکھا۔

"خواب تو خواب ہوتے ہیں بی بی جان' آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے' میں خوش ہوں۔" وہ عبدل کے پھولے پھولے رخسار چھوتے ہوئے بولا۔

"اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے!" وہ بلند آواز میں بولیں۔

"آمین۔" یمین نے بلند آواز سے کہا' اس نے بے اختیار ہی نگاہیں اٹھا کر ماروی کی سمت دیکھا' اس کے لبوں نے کوئی جنبش نہیں کی تھی۔

"عبدل کو نیند آ رہی ہے۔" وہ کرسی گھسیٹ کر اٹھ گیا۔ ماروی نے آگے بڑھ کر عبدل کو تھام لیا۔ ایک لمحے کو یعقوب نے گردن گھما کر عبدل کی سمت دیکھا اور پھر اگلے ہی پل وہ باہر نکل گیا۔

☼ ☼ ☼

رات بہت گہری اور سیاہ تھی' وہ سگریٹ سلگائے لان میں بیٹھا تھا۔ دور آسمان پر تارے ٹمٹما رہے تھے' وہ آرام کی کرسی سے سر ٹکائے ان تاروں کو کھوجتا رہا۔ ماروی' سالک کے کمرے میں ہی تھی۔ وہ ہر صبح فجر کی نماز ادا کر کے اس کے کمرے میں آ جاتی تھی۔ وہ پیچھے کے دروازے کو فجر کی اذان ہوتے ہی کھول دیتا تھا۔

"ایسا کب تک چلے گا یعقوب آفریدی؟" اس نے خود سے سوال کیا۔ کتنی عجیب سی بات تھی کہ وہ

جس سے محبت کرتا تھا اب وہ اس کی دسترس میں تھی مگر وہ جانتا تھا کہ ماروی کے لیے اس سے نکاح کرنا یا تو مجبوری کا سودا تھا یا پھر سالک سے محبت کا ثبوت۔

"تم نے جیسے کہا سالک ویسے ہی ہوگا میں تمہاری اس بات کو بخوشی قبول کرتی ہوں تم سے محبت جو کرتی ہوں۔"

ماروی کے الفاظ اسے یاد آنے لگے۔ وہ اٹھ کر ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ رات دھیرے دھیرے بیت رہی تھی۔ وہ تھکے تھکے قدم اٹھا کر کمرے میں آ گیا بیڈ پر ماروی کا سبز دوپٹا پڑا دکھائی دیا تو وہ کچھ جھجک کر وہیں دروازے پر کھڑا ہو گیا واش روم کا دروازہ کھلا تھا۔ ماروی وہاں نہیں تھی وہ آگے بڑھ آیا بیڈ سے دوپٹا اٹھا کر اس نے ہاتھوں میں تھام لیا۔ سبز ریشمی دوپٹا اس کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ وہ مسکرا دیا۔ اس نے اپنی کوئی چیز تو وہاں چھوڑی تھی۔ کوئی نشانی تو دی تھی کہ جس سے اسے یقین ہو تاکہ وہ اس کی زندگی میں شامل ہو چکی ہے۔ وہ ابھی ان خوش فہمیوں میں تھا کہ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔

"سوری..... دراصل میں جلدی جلدی عبدل کو لے کر وہاں گئی تو یہ دوپٹا یہیں رہ گیا۔" اس نے تیزی سے اس کے ہاتھوں سے دوپٹا کھینچ کر شانوں پر پھیلا لیا۔ وہ خاموشی سے اسے جاتا دیکھتا رہا۔

تہجد کا وقت تھا وہ وضو کر کے نوافل پڑھنے لگا۔ ماروی نے کھڑکی کا پردہ سرکا کر دیکھا۔ وہ جائے نماز بچھائے نوافل ادا کر رہا تھا۔ پہلی بار اس نے غور سے یعسوب کو دیکھا یہ وہ شخص تھا جسے اس گھر میں بہت اہمیت حاصل تھی۔ بابا کی وفات کے بعد سالک اور یمین کے سر پر آکا بھائی بن کر اسی نے ہاتھ رکھا تھا۔ اتنا پڑھ لکھ کر بھی اپنے باپ کی زمینوں پر ہل چلائے تھے۔ بیج بوئے تھے تاکہ ان کی روح خوش رہے۔ وہ پہلی بار اسی سے ملی تھی۔ وہ گھڑدوڑ میں ان تین نوجوانوں سے آگے نکلنا چاہتی تھی دو کو اس نے مات دے بھی دی تھی مگر یعسوب اس سے آگے نکل گیا تھا تبھی وہ اس سے پہلی بار ملی تھی۔ وہ بات تو اس سے کر رہی تھی مگر متوجہ سالک کی طرف تھی۔ یہ شخص جسے سالک اور یمین آکا بھائی کہتے تھے خود اپنی ذات کے لیے کچھ بھی نہیں تھا مگر دوسروں کے لیے سب کچھ تھا ہر کسی کی امیدوں کا سہارا یعسوب آفریدی تھا سالک کو یقین تھا کہ وہ اس کے بعد اسے تحفظ دے گا اسی لیے وہ اسے اپنے آکا بھائی کے حوالے کر گیا تھا مگر وہ اس شخص کی اتنی قربانیوں کا کوئی بدلہ نہیں دے سکتی تھی کیونکہ اس کا دل اب بھی سالک کے نام پر دھڑکتا تھا وہ اب بھی اس کی آہٹیں محسوس کرتی تھی۔ وہ سلام پھیر رہا تھا۔ ماروی نے فوراً پردہ گرا دیا۔

☼ ☼ ☼

کئی دنوں سے بارش نہیں ہوئی تھی۔ وہ کھیتوں میں پانی لگا رہا تھا جب اس نے یمین کو آتے دیکھا۔ وہ بڑی خاموشی سے ٹیوب ویل کی منڈیر پر ٹک گیا۔

"ماروی بھابھی ابھی تک سالک بھائی والے کمرے میں ہوتی ہیں نا..... میں نے رات کو ان کی آواز سنی تھی وہ شاید عبدل کو سلا رہی تھیں میں پانی پینے اٹھا تھا یہ مت سمجھیے گا کہ میں نے کوئی جاسوسی کی ہے۔" وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔ وہ خاموشی سے کام میں مصروف رہا۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے آکا بھائی یہ خاموشی پہلے بھی آپ کا نقصان کر رہی تھی اور اب بھی زندگی صرف یہ ہی نہیں ہے کہ آپ صبح منہ اندھیرے کھیتوں کا رخ کریں اور شام جب تھکے ہارے گھر لوٹیں تو کوئی آپ کے وجود کی آپ کی ذات کی پروا کیے بغیر کسی اور کے لیے بے قرار رہے۔" وہ جو کچھ کہنا چاہ رہا تھا وہ باآسانی سمجھ گیا۔

"وہ "کسی اور" ہمارا بھائی تھا یمین۔" وہ بے حد آہستگی سے بولا۔

"وہ تھا آکا بھائی اب نہیں ہے اس کی قسمت میں ماروی بھابھی کا بس اتنا ہی ساتھ لکھا تھا اس کی زندگی میں بس اتنی ہی سانسیں آنی جانی تھیں وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے مگر آپ تو زندہ ہیں گوشت پوست کے سانس لیتے، چلتے پھرتے انسان ہیں آپ اتنے ٹھس کیوں ہو رہے ہیں کبھی سوچا ہے آپ نے کہ دوسروں کی خاطر جیتے جیتے خود اپنی زندگی گزر جائے گی پہلے آپ نے میری اور سالک کی خاطر اپنی خواہشوں کا گلا گھونٹا وقت سے پہلے بڑے ہو گئے پھر بابا کی روح کو خوش کرنے کی خاطر اپنے سارے خواب چکنا چور کر دیے۔ پھر زندگی میں محبت کی اور اس کے سامنے بھی ہار مان لی کیوں آکا بھائی کیوں محبت دینے والا بھی ایک مقام پر یہ چاہتا ہے کہ اب اس کی محبت رنگ لے آئے مقابل اس کی محبت پر ایمان لے آئے مگر آپ نے یہ خاموشی کی چادر اوڑھ لی آکا بھائی وہ آپ کی منکوحہ ہیں آپ یہ بات انہیں بھی سمجھائیں کہ سالک اب مر چکا ہے اس کی بیوگی کی چادر اتار کر انہوں نے آپ سے نکاح کیا ہے تو پھر اب یہ بے اعتنائی کیوں؟ وہ کیا سمجھتی ہیں کہ اس انسان کے سینے میں پتھر کا دل ہے۔"

وہ اٹھ کر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے یمین اس کے ساتھ جو حادثہ ہوا ہے وہ سنبھلنے میں وقت لے گی اور اگر وہ مجھے کوئی اہمیت نہیں دیتی یا اس نے جو خاموشی سے مجھ سے نکاح کر لیا ہے تو وہ بھی سالک کی محبت کی وجہ سے تم میری طرف سے پریشان مت ہو میں خوش ہوں۔" اس نے یمین کو خاموش کروا دیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ کتنے خوش ہیں؟" وہ اٹھ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا واپس چلا گیا۔

☼ ☼ ☼

رات وہ بہت دیر سے واپس لوٹا تھا۔ بی بی جان اس کی منتظر بیٹھی تھیں۔

"اتنی دیر کہاں کر دی یعسوب بیٹے جانتے ہو ناکہ میرا دل کتنا کمزور ہو چکا ہے ایک بیٹے کی جدائی کے بعد اب تم یا یمین ذرا سی بھی دیر کرتے ہو تو طرح طرح کے وہم ستانے لگتے ہیں۔" وہ اسے دیکھتے ہی اٹھ گئیں۔

"وہم نہ کیا کریں بی بی جان۔" وہ وہیں صوفے پر بیٹھ گیا۔

"میں ماروی سے پوچھنے کمرے میں گئی تو وہ وہاں نہیں تھی وہ سالک کے کمرے میں تھی میں نے تمہارے بارے میں پوچھا تو کہنے لگی مجھے نہیں معلوم موسم بھی اتنا خراب تھا..... یعسوب بچے کیا بات ہے؟ تم اتنے افسردہ کیوں ہو؟ اور ماروی وہ سالک کے کمرے میں کیوں رہتی ہے؟ تم اسے سمجھا سکتے ہو اگر مجھے پتا ہوتا کہ یوں تمہاری زندگی کا تماشا بن جائے گا تو میں کبھی ایسا نہ ہونے دیتی۔" بی بی جان کے لہجے میں دکھ بول رہا تھا۔

"ایسا مت سوچیں بی بی جان سب کچھ ٹھیک ہے اور آپ اتنی پریشان مت ہوں آپ کی صحت کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔" وہ انہیں تسلی دینے لگا۔

"کھانا کھاؤ گے؟" وہ اٹھ کر کچن کی طرف بڑھتے ہوئے بولیں۔ اسے بہت بھوک لگ رہی تھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ ہاتھ دھو کر وہ کچن میں ہی آ بیٹھا۔

"ماروی کو تمہارے کھانے پینے کی کوئی پروا ہی نہیں ہے میں بچی نہیں ہوں یہ بال بھی میں نے دھوپ میں سفید نہیں کیے میں دیکھ رہی ہوں کہ اس کا رویہ تمہارے ساتھ ٹھیک نہیں ہے ورنہ سالک کے لیے تو اپنے ہاتھوں سے کھانا بنایا کرتی تھی۔" بی بی جان کڑھتی رہیں۔

"میں کبھی بھی سالک کی جگہ نہیں لے سکتا بی بی جان ایسا مت سوچا کریں۔" اس نے انہیں مزید کچھ کہنے سے روک دیا۔

کھانا کھانے کے بعد بی بی جان نے اسے چائے بنا کر دی۔ اس دوران وہ خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھتی رہیں جہاں کوئی تاثر نہیں تھا۔

"اپنی ذات کو یوں نظر انداز مت کرو بچے تمہارا خود پر بھی کوئی حق ہے۔" اس کے اٹھتے ہوئے بی بی جان نے بڑی سنجیدگی سے سمجھایا تھا وہ بنا کچھ کہے باہر نکل گیا۔

کمرے میں مکمل اندھیرا تھا۔ ماروی وہاں نہیں تھی۔ بی بی جان کو بھی چند ہی دنوں میں شک ہو گیا تھا۔ اس نکاح کا کیا فائدہ؟ عبدل کے لیے کیا گیا تھا نا یہ فیصلہ تو

CS CamScanner

جب عبدل کے لیے وہ اس سمجھوتے پر تیار نہیں تو ــــ" وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اندر کہیں دل میں وہ ایک فیصلہ کر کے مطمئن ہو گیا۔

ماروی کے کمرے کا دروازہ زور زور سے بجایا گیا تھا۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو باہر وہ کھڑا تھا۔ آنکھوں میں صدیوں کی تھکن اور چہرے پر غصّے کی سرخی لیے۔

"کیا بات ہے؟" وہ حیران تھی کیونکہ جب سے وہ سالک سے بیاہ کر اس گھر میں آئی تھی اور یعسوب گھر آیا تھا۔ وہ دن میں بھی بہت کم وہاں آیا کرتا تھا۔

"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی' میں عبدل کو لینے آیا ہوں۔" وہ آگے بڑھ کر عبدل کو اٹھاتے ہوئے بولا۔

"کیوں؟" ماروی کے لہجے میں خفگی کا عنصر نمایاں تھا۔

"سالک سے اتنی ہی محبت کرتی ہو تم' تو اس کی کہی ہوئی ایک ایک بات یاد ہو گی' وہ عبدل کو میرے نام اور میری ذات کا سہارا دے کر گیا ہے اور تم ابھی سے بچے کو مجھ سے دور رکھ رہی ہو' میں عبدل کو لے جا رہا ہوں' تمہیں آنا ہے تو آ جاؤ ورنہ تمہاری مرضی۔" وہ عبدل کو اٹھا کر باہر نکل گیا۔ وہ بھی پیچھے ہی لپکی تھی۔

"میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ میں خود کو اس کمرے میں رہنے کے لیے جلد ہی تیار کر لوں گی۔" وہ اس کے سامنے آ رکی۔

"تو میں نے تم سے کب کہا کہ تم یہاں رکو۔۔۔۔ جاؤ چلی جاؤ' آنسو بہاؤ اس کے لیے جو چلا گیا ہے' کہا تھا میں نے اسے کہ بھاگ جائے' تمہارا واسطہ بھی دیا تھا مگر وہ نہیں مانا' اب جب وہ نہیں ہے تو تم زندہ لوگوں کو پل پل مارتی ہو' اس کے لیے آنسو بہا کر۔۔۔۔ یہ زندگی ہے ماروی' کبھی جسم کو مار دیتی ہے اور کبھی انسان کے اندر دل کو۔۔۔۔ مگر تمہیں اس سے کیا' تم نے تو سالک سے محبت کی ہے نا' تمہیں اس کے سوا کوئی اور کیسے نظر آ سکتا ہے' یہ مت سوچنا کہ میں اپنا مطلب چاہتا ہوں۔ میں تو پہلے بھی جی رہا تھا' اب بھی جی لوں گا۔" وہ پہلی بار اتنے غصّے سے بول رہا تھا۔ ماروی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی سمت دیکھتی رہی۔ وہ اتنا مہذب شخص پہلی بار یوں بلند آواز میں بات کر رہا تھا۔

"یہ بہت چھوٹا ہے' میں اس سے دور کیسے رہ سکتی ہوں۔" وہ خاموشی سے وہیں بیٹھ گئی۔

"دیکھو ماروی تم میرے ساتھ جو کھیل کھیلنا چاہو مجھے منظور ہے مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ عبدل تمہیں سالک کے لیے روتا تڑپتا دیکھے ــــــــــ میں تمہیں عبدل کی زندگی سے کھیلنے نہیں دوں گا۔"

وہ بہت مضبوط لہجے میں بول رہا تھا۔ وہ سر جھکا کر سنتی رہی۔

"میں تمہارے اور سالک کے درمیان اب بھی کہیں نہیں ہوں ماروی' ایسا خیال کبھی بھی دل میں نہ لانا کہ میں تم پر کوئی حق جتاؤں گا' مجھے معلوم ہے کہ تم سالک سے ہی محبت کرتی ہو اور میں سمجھ سکتا ہوں کہ جس سے محبت کی جائے اس کے سوا کسی دوسرے کا خیال بھی سوہانِ روح ہوتا ہے' بس تم عبدل کے لیے اس رشتے کو سنبھالو۔" وہ تکیے اٹھا کر کارپٹ پر لیٹتے ہوئے بولا۔

وہ اس کی بات سمجھ گئی اسی لیے عبدل کے ساتھ لیٹ گئی۔ وہ ننھا وجود ہر بات سے بے خبر سو رہا تھا۔ اس نے عبدل کا ننھا منا ہاتھ تھام لیا۔

"تو آپ نے بھی کسی سے محبت کی ہے یعسوب' میں زبردستی داخل کرا دی گئی آپ کی زندگی میں۔" وہ کڑھ کر رہ گئی۔

☼ ☼ ☼

موسم کا اثر تھا یا کام کی تھکان کہ وہ شدید بخار میں مبتلا ہو گیا۔ بی بی جان تو بوکھلا کر رہ گئیں۔ ان کو یاد تھا وہ تو کبھی بچپن میں بھی بیمار نہیں ہوا تھا۔ وہ بہت مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔ اندر ہی اندر ہر دکھ ہر خواہش کی محرومی اور ہر پریشانی سہہ جاتا تھا۔ وہ اس کے سرہانے بیٹھی رہیں' وہ اتنا لمبا چوڑا وجود بخار سے پھنک رہا تھا۔ بڑھی ہوئی شیو اور ماتھے پر بکھرے ہوئے بال اسے

صدیوں کا بیمار دکھا رہے تھے۔

"یعسوب میرے بچے!" بی بی جان دیوانہ وار اس کا چہرہ چومنے لگیں۔ ماروی چور سی بنی کچھ فاصلے پر بیٹھی رہی۔

"تمہارا شوہر بیمار ہے ماروی اور تم آرام سے بیٹھی ہو' اگر یہاں سالک ہوتا تو کیا تب بھی تم یوں ہی دور دور بیٹھی رہتیں؟" بی بی جان غصّے سے بولیں۔

"یہ ہی تو بات ہے بی بی جان کہ سالک نہیں ہے۔" وہ کڑھنے لگی۔

"اگر تم نے میرے بچے کے ساتھ ایسا ہی رویّہ رکھنا تھا تو پہلے بتا دیتیں' سالک کی محبت میں' اس کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے تم نے میرے یعسوب کی زندگی کیوں تباہ کر دی۔" وہ سسک اٹھیں۔ ماروی ہونٹ کاٹتی رہی۔

"بی بی جان ٹھیک کہہ رہی ہیں بھابھی' آپ کو پہلے ہی سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیے تھا۔" یمین بھی بول اٹھا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا وہ بے سدھ لیٹا ہوا تھا' ہونٹ خشک ہو رہے تھے اور اس کا کرتا بھیگا ہوا تھا۔

"یعسوب' اٹھو بیٹے دوائی لے لو۔" بی بی جان نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلائیں۔ اس نے لمحہ بھر کو آنکھیں کھول کر دیکھا۔

"بی بی جان ــــ" اس نے مضبوطی سے بی بی جان کے ہاتھ تھام لیے' وہ سمجھ گئیں کہ وہ کچھ کہنا چاہتا ہے۔ ماروی اور یمین ان کا اشارہ سمجھ کر باہر نکل گئے۔

"کہو میرے بچے' کہو تمہارے دل میں کیا ہے؟" وہ اس کا ہاتھ تھپتھپانے لگیں۔

"بی بی جان' میں نے اس سے بہت پہلے محبت کی تھی' اب بھی ہے اور کرتا رہوں گا مگر۔۔۔۔ مگر وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی وہ ــــ بی بی جان میں پتھر سے سر پھوڑتا رہا۔۔۔۔ میں گھاٹے میں ہی رہا۔۔۔۔ بی بی جان وہ ــــ وہ پتھر ہے وہ سمجھ نہیں سکتی یا میں سمجھا نہیں سکتا بس آپ اسے کچھ مت کہیں' وہ جیسے جی رہی ہے اسے جینے دیں۔" وہ بخار کی شدت سے سب کچھ کہتا چلا گیا۔ وہ جس شک میں گزشتہ کچھ عرصے سے تھیں وہ سچ نکلا۔

"میں اسے کچھ نہیں کہوں گی' تمہاری محبت خود اس کے پتھر دل کو موم کر دے گی۔۔۔۔ تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ یعسوب۔" وہ اس کی پیشانی چوم کر رو دیں' اتنے لمبے چوڑے بیٹے کو یوں محبت کے ہاتھوں کمزور پڑتا دیکھ کر انہیں بہت دکھ پہنچا تھا۔ وہ کتنا کم نصیب تھا کہ جسے ایک مدت سے چاہ رہا تھا وہ دسترس میں ہوتے ہوئے بھی بہت دور تھی۔

☼ ☼ ☼

بی بی جان نے یمین کے لیے گاؤں کی ہی کوئی لڑکی پسند کی تھی۔ وہ اگرچہ بخار کے بعد بہت کمزوری محسوس کر رہا تھا لیکن پھر بھی گھر میں اٹھنے والے اچانک شادی کے ہنگاموں میں بھرپور حصّہ لے رہا تھا۔ سالک کی شادی تو اس کی غیر موجودگی میں ہی ہو گئی تھی۔ اب یمین کی شادی کو وہ بھرپور طریقے سے انجوائے کرنا چاہتا تھا۔

مہندی کا دن تھا۔ وہ ٹیلر سے اپنے اور عبدل کے لیے شلوار قمیص لے آیا۔ ماروی کمرے میں تیار ہو رہی تھی۔ وہ عبدل کے کپڑے دینے اندر گیا تو وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی چوڑیوں کو ہاتھ میں لیے عجیب کشمکش میں دکھائی دے رہی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے؟

"تم ابھی تیار نہیں ہوئیں؟ یہ عبدل کے کپڑے ہیں اسے تیار کر دینا۔۔۔۔ اور ہاں" وہ جاتے جاتے اس کی سمت پلٹا۔

"تم مانو یا نہ مانو' مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ تم سہاگن ہو' اس کا سب سے بڑا ثبوت میرا وجود ہے' یہ چوڑیاں پہن لینا اس میں برائی ہی کیا ہے۔" وہ بہت نرمی سے بولا اور اپنی بات مکمل کر کے باہر نکل گیا۔ وہ چوڑیاں پہننا چاہتی تھی مگر دل ایسا کرنے سے روک بھی رہا تھا ایک لمحے کو یعسوب کا چہرہ آنکھوں کے سامنے آتا تو اگلے ہی پل سالک کی نگاہیں ــــــ ہر طرف دکھائی دینے لگتیں۔ اس نے چوڑیاں دراز میں

واپس رکھ دیں۔ عبدل کو تیار کر کے جب وہ باہر نکلی تو یعسوب کہیں نہیں تھا۔ وہ پر سکون سی ہو کر بی بی جان کے ساتھ مہندی لے جانے کی تیاری میں مصروف ہو گئی۔

وہ جو یمین کو تیار ہونے کی تاکید کرنے اس کے کمرے میں گیا تھا۔ باہر نکلا تو وہ موم بتیاں لگانے میں مصروف تھی۔ موم بتیوں کی روشنی میں اس کا چہرہ دمک رہا تھا۔ میرون رنگ کے خوب صورت کامدانی سوٹ میں وہ بے حد خوب صورت لگ رہی تھی۔ سالک کے بعد یعسوب نے اسے پہلی بار یوں سجے سنورے دیکھا تھا ورنہ وہ تو نکاح کے دن بھی عام سے کپڑوں میں ملبوس تھی۔ یعسوب کی نگاہیں بے اختیار ہی اس کی کلائیوں کی طرف جھکی تھیں، دل کو ایک جھٹکا سا لگا تھا۔ وہ کلائیاں خالی ہی تھیں۔ اسے اپنی تذلیل کا احساس ہونے لگا اسی لیے بڑی خاموشی سے وہاں سے چلا گیا۔

دلہن والوں کے ہاں مووی اور فوٹو گرافی کا دور چلا تو وہ بڑی رکھائی سے یعسوب کے ساتھ عبدل کو اٹھائے دلہن کے ساتھ جا کر بیٹھی۔ اس کے چہرے سے بے زاری صاف ٹپک رہی تھی۔

واپسی پر وہ خاموش ہی رہا۔ گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے وہ بھی بڑی مشکل سے خود کو غصے سے باز رکھ رہا تھا۔

"تمہیں میرا ساتھ اتنا ہی برا لگتا ہے تو مت چلا کرو میرے ساتھ۔" وہ کمرے میں آتے ہی پھٹ پڑا۔ آج وہاں اس کی بے زار شکل سے اس نے لوگوں کو جس طرح چہ میگوئیاں کرتے دیکھا تھا۔ وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

"میں نے آپ سے کیا کہا ہے یعسوب؟" وہ اس کی دھاڑ سن کر روہانسی ہو گئی۔ اسے لگتا تھا کہ وہ خود اب اس سے فرار چاہتا ہے اسی لیے اسے یوں تنگ کرنے لگا ہے۔

"تم کچھ کہہ دو تو وہ اتنی اذیت نہ دے مجھے، تمہاری یہ خاموشی ہی سب سے بڑی تکلیف ہے میرے لیے، ماروی تم تو سمجھوتا کرنا بھی نہیں جانتیں، کم از کم لوگوں کے سامنے تو یہ ظاہر مت کرو کہ تم خود کو ابھی تک سالک کی محبت سے آزاد نہیں کر سکیں، کم از کم اس بچے کا تو خیال کرو ماروی، تم اگر میرا ساتھ دو گی تو کسی کو جرأت نہیں ہو گی کہ کوئی عبدل کو کوئی الٹی سیدھی بات کہہ سکے مگر تم تو....." وہ غصے سے کرسی کو ٹھوکر مارتے ہوئے بولا۔

"آپ چاہتے کیا ہیں یعسوب؟" وہ بھی اسی بلند آواز سے بولی تھی۔ وہ چونک گیا۔

"بھائی کے کہنے پر، اس کی آخری خواہش کا احترام کرتے ہوئے آپ نے مجھے اپنی زندگی میں شامل تو کر لیا مگر اب فرار چاہتے ہیں، کیسے بہانے بہانے سے مجھ پر چڑھ دوڑتے ہیں، میں بھی انسان ہوں، میرے سینے میں بھی دل ہے مگر ایک لمحے کو یہ بھی تو سوچیں کہ مجھ پر کیا قیامت ٹوٹ گئی، ابھی میں نے سالک کو جی بھر کر دیکھا بھی نہیں تھا، ابھی میں نے اس کے ساتھ چند ماہ ہی خوشی کے دیکھے تھے کہ وہ مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلا گیا۔ یعسوب مجھے سنبھلنے کے لیے وقت چاہیے تھا آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے وقت دیا مگر اب جب میں سنبھلنے کی کوشش کر رہی ہوں تو آپ کو اپنی محبت کے چھن جانے کا افسوس ستانے لگا ہے، بتائیے مجھے کون ہے وہ؟ نہیں آؤں گی میں آپ کے اور اس کے بیچ۔"

وہ فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔ وہ حیرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتا چلا گیا۔ ماروی اس کی محبت کو کیوں نہیں جان سکی تھی، وہ کیا سمجھ رہی تھی..... وہ کچھ بھی نہ کہہ سکا۔

"میری زندگی میں آپ کو زبردستی شامل کیا گیا تھا مگر میں خود بھی یہ ہی چاہتی تھی اپنے بچے کے لیے، اپنے مستقبل کے لیے، مجھے بھی ایک مضبوط سہارے کی ضرورت تھی مگر آپ کی زندگی میں میرا آنا آپ کے دل کو مار گیا ہے۔" وہ اسی طرح روتی رہی۔

"تمہارا میری زندگی میں آنا، میری بہت پرانی دعا تھی ماروی، سالک سے بھی پہلے میں نے تم سے محبت کی تھی مگر میں سمجھ سکتا ہوں کہ تمہارا مجھ سے نکاح پر

رضامند ہو جانا سالک کی محبت کے سوا کچھ نہیں، اپنے دل کا چور پکڑو ماروی، مجھے الزام مت دو، میں نے صرف تم سے محبت کی ہے، یقین کرنا چاہو تو کر لو۔" وہ بے حد آہستگی سے کہہ کر باہر نکل گیا۔ اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا۔ یہ کیا کہہ گیا تھا وہ، پردہ ہل رہا تھا، وہ ایک بار پھر سسکنے لگی۔

"سالک سے پہلے بھی میں نے تم سے محبت کی تھی۔" اس کا کہا ہوا جملہ کمرے میں گونجنے لگا۔ وہ یعسوب کی الماری میں گھسی اس کے کپڑے ترتیب سے رکھ رہی تھی کہ ایک سبز جلد کی ڈائری اس کے ہاتھ لگ گئی۔

"اگر تم سچے ہو یعسوب آفریدی تو ابھی پتا چل جائے گا، میری نگاہوں پر تو سالک کے نام کی پٹی بندھی ہوئی تھی، میں تو اس کے سوا کچھ دیکھ ہی نہیں سکی مگر تمہاری سچائی یہاں کہیں ضرور رقم ہو گی۔" اس نے سوچتے ہوئے ڈائری کھول دی۔ وہ کاغذ کے ٹکڑے نہیں تھے، یعسوب آفریدی کا دل تھا۔ ہر سطر پر اس کا نام درج تھا۔ ہر سطر پر اس کی طلب تھی۔ وہ ہکا بکا رہ گئی۔ سالک سے بھی پہلے کسی نے اتنی شدت سے اسے اپنے رب سے مانگا تھا کہ وہ ماروی سالک بننے سے پہلے ان کاغذ کے ٹکڑوں میں ماروی یعسوب بن چکی تھی۔

"یا اللہ! مجھ سے کتنی بڑی غلطی ہو گئی، میں نے لمحہ لمحہ اس شخص کو اذیت دی جو مجھ سے محبت کرنے کے باوجود، تمام حق رکھنے کے باوجود، میری مرضی، میری پسند کو اہمیت دیتا رہا..... یا اللہ! میں نے اپنے شوہر کے ساتھ بہت ناانصافی کی ہے، مجھے معاف کر دینا!" وہ روتی چلی گئی۔ پہلی دفعہ وہ سالک کے لیے آنسو نہیں بہا رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

یمین کی بارات کا دن تھا۔ وہ صبح سے کاموں میں لگا ہوا تھا۔ یمین دیکھ رہا تھا کہ وہ کئی دنوں سے سارا سارا دن اپنے کمرے کا رخ بھی نہیں کرتا۔ اس سے دیکھا نہیں گیا، وہ ماروی سے بات کرنے کی غرض سے اٹھا تو وہ خود ہی باہر آ گئی۔ روئی روئی آنکھیں لیے وہ یمین کے سامنے آ رکی۔

"تمہارے آکا بھائی سے معافی مانگنا چاہتی ہوں۔ میرا ساتھ دو گے نا یمین؟" وہ درخواست کر رہی تھی۔ یمین نے بے یقینی سے اس کی سمت دیکھا۔

"تم نے بھی مجھے نہیں بتایا کہ وہ مجھ سے ہی....." وہ بات ادھوری چھوڑ کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"آپ نے کبھی ان کی ذات میں اتنی دلچسپی لی ہی نہیں۔" وہ بھی شکوہ کر بیٹھا۔

"غلطی ہو گئی ہے نا، اسی لیے معافی مانگنا چاہتی ہوں۔" وہ بے حد شرمندہ تھی۔

"میں آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ آکا بھائی سے بات کریں اگر انہوں نے کچھ کہا تو میں آپ کے ساتھ ہوں۔" یمین نے ہامی بھر لی۔ وہ مسکرا کر تیار ہونے چل دی۔

سبز رنگ کے کامدانی دوپٹے کو سنبھالتی وہ باہر نکلی تو وہ عبدل کو اٹھائے اندر ہی آ رہا تھا۔ پہلی بار یعسوب کو دیکھ کر اس کا دل عجیب انداز سے دھڑکا تھا۔ اپنی تیاری دیکھ کر شرم و حیا سے چہرہ سرخ ہو گیا۔ یعسوب نے ایک لمحے کو اس منظر کو بڑی حیرت سے دیکھا۔

"اسے بھی تیار کر دو، بس بارات چلنے ہی والی ہے۔" عبدل کو اسے تھماتے ہوئے تاکید کی۔ ماروی کے عبدل کو تھامنے کے لیے بڑھے ہاتھوں میں سجی چوڑیاں شور مچانے لگیں، یعسوب نے بے حد حیرت سے اس کی سمت دیکھا، وہ پلکیں جھکائے عبدل کو اٹھا کر دوبارہ کمرے میں گھس گئی۔

"یہ کوئی خواب تو نہیں۔" اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

"آکا بھائی، جلدی چلیں، مجھے تیار کریں۔" وہ اپنے ہی دھیان میں کھڑا تھا جب یمین اسے بازو سے تھامے لے گیا۔

☼ ☼ ☼

وہ اپنے دل کو سمجھ نہیں پا رہی تھی، اب جب اس

CamScanner

نے حقیقت کو قبول کرلیا تھا کہ سالک نہیں رہا' وہ کبھی نہیں آئے گا تو دل میں خود بخود' اس شخص کے لیے احترام اور عزت پیدا ہو گئی تھی جس نے اسے تحفظ دیا تھا اور اب جب اس حقیقت سے پردہ اٹھا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے تو اس کا دل بھی یعسوب کے نام پر دھڑکنے لگا تھا۔ وہ سالک کی جگہ تو نہیں لے سکتا تھا' مگر یہ بھی ایک سچ تھا کہ وہ اس کے دل میں جگہ بنا چکا تھا' سالک کی تصویر دل کے نہاں خانوں میں دھندلا گئی تھی اور یعسوب آفریدی کا عکس اس کے دل کے شفاف آئینے میں بہت واضح نظر آنے لگا تھا۔ وہ جو اس کا شوہر تھا' وہ جس کا عکس اس کی آنکھوں میں ٹھہر گیا تھا۔ وہ جس کے حوالے خود اسے سالک کرکے گیا تھا۔

اب جب وہ ماضی کی یادوں کے حصار سے نکلی تھی تو احساس ہوا تھا کہ وہ یعسوب کے ساتھ بہت غلط کر رہی ہے۔

عبدل بھی اب بڑا ہو گیا تھا۔ وہ منہ سے اپنی ہی زبان میں عجیب و غریب لفظ نکالنے لگا تھا۔

"عبدل جب بولنا سیکھے تو یعسوب کو ہی باپ سمجھے' اسی کو ابا بلائے۔" سالک کا منت بھرا لہجہ سماعت میں گونجنے لگا۔

"ایسا ہی ہو گا سالک۔" وہ ایک فیصلہ کرکے اٹھ گئی۔ یمین کے ولیمہ سے اگلے دن وہ بیگ باندھ کر اپنے میکے چلی گئی۔

"میں کئی دنوں سے نہیں گئی۔ ابو بھی بلا رہے تھے۔ وہ عبدل سے ملنا چاہتے ہیں میں جاؤں؟" جاتے وقت اس نے یعسوب سے پوچھا' اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ماروی اس سے دور رہ کر دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ اس کے لیے کتنا اہم ہے۔

☼ ☼ ☼

وہ آئرن کی کرسی پر بیٹھا آسمان پر ٹکے ستاروں کو دیکھ رہا تھا۔ ہوا میں نمی اور ٹھنڈک سی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ سگریٹ سلگا کر کش لینے لگا۔

"آکا بھائی' کیا بات ہے؟" یمین اسے بیٹھا دیکھ کر وہیں آگیا۔

"کچھ نہیں۔" اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"میں سمجھ سکتا ہوں کہ کیا بات ہے' ماروی بھابھی کی بے اعتنائی آپ کی برداشت سے باہر ہو رہی ہے' ہے نا۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔

"اسے عبدل کی خاطر ہی سہی' سمجھوتا کرنا چاہیے مگر وہ میری ہر بات سے اختلاف کو اپنا فرض سمجھتی ہے۔"

وہ یمین سے دل کی بات کہہ گیا۔

"آکا بھائی' آپ کو یقین تو نہیں آئے گا مگر یہ سچ ہے کہ وہ آپ سے اپنی اس بے اعتنائی کی معافی مانگنا چاہتی ہیں' وہ جان گئی ہیں کہ آپ ان سے محبت کرتے ہیں اور یہ محبت سالک بھائی کی محبت سے بھی پرانی ہے۔"

یمین اسے جو کچھ بتا رہا تھا وہ واقعی بے یقینی سے سن رہا تھا۔

"آپ حیران ہوں گے نا کہ وہ کیسے جان گئیں' مجھے بھی حیرت ہے مگر ایسا ہو چکا ہے' وہ شاید اسی لیے اپنے میکے گئی ہیں کہ خود کو آپ سے بات کرنے کے لیے تیار کرسکیں' وہ آپ سے معافی مانگیں تو معاف کر دیجیے گا آکا بھائی کہ محبت کا ظرف تو کئی سمندروں سے بھی بڑا ہے اور آکا بھائی ایک بات اور ہے آپ نے اپنی محبت مانگی جو آپ کو مل گئی' اپنے ہر شے پر قادر رب سے ماروی بھابھی کے دل میں خود اپنی محبت کا بے دار ہونا بھی مانگ لیں' وہ رب سب کچھ کرسکتا ہے آکا بھائی' وہ آپ کو خالی دامن نہیں رکھے گا' آپ نے صبر کیا ہے اور ہمارا پروردگار صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

یمین جو کچھ کہہ رہا تھا' وہ سمجھ گیا۔

"میں مانگ لوں گا۔" اس نے بہت مضبوط لہجے میں کہا۔

یمین مسکراتے ہوئے وہاں سے اٹھ گیا۔ اس کا ایمان تھا کہ اللہ تعالیٰ جلد یا بدیر جائز حاجات کو پورا ضرور کرتا ہے۔

"یارب' یارب۔۔۔ ہر شے پر قادر رب۔۔۔ ماروی کے دل میں اس کے شوہر کی محبت بے دار کر دے پروردگار۔۔۔ زندگی آسان ہو جائے گی۔۔۔ یارب تو

ہر شے پر قادر ہے۔ تو کر سکتا ہے پروردگار کن کہنے سے یہ کائنات بن گئی تو کیا یہ کام نہیں ہو سکتا' ہو سکتا ہے' بے شک ہو سکتا ہے۔" وہ دعا مانگنے لگا اور آنسو اس کی آنکھوں سے نکل کر بہنے لگے۔

☼ ☼ ☼

رات بھیگ رہی تھی۔ عبدل اپنے نانا کے ساتھ سو رہا تھا۔ وہ برآمدے کی سیڑھیوں پر آبیٹھی۔ اس نے اپنے دل کو بدلتے محسوس کیا تھا۔ اور اب یعسوب سے دوری کے بعد یہ احساس یقین میں بدل گیا تھا۔ اس کا وجود ماروی کے لیے مضبوط چھت کی طرح تھا۔ وہ بہت مضبوط کردار کا شخص تھا۔ اس سے محبت کرنے کے باوجود کوئی زبردستی نہیں کی تھی اس نے' وہ تہہ دل سے اس کی مشکور تھی۔ دل میں اب یعسوب آفریدی کے سوا کوئی نہیں تھا اور ہونا بھی نہیں چاہیے تھا۔ اس نے موبائل اٹھا کر ایس ایم ایس لکھنا شروع کیا۔ لب خود بخود مسکرانے لگے تھے۔ آسمان کے ستارے بھی یعسوب آفریدی کی دعا قبول ہونے پر مسکراتے چلے گئے۔

وہ جو کمرے میں ادھر سے ادھر چکر لگا رہا تھا۔ موبائل کی میسج ٹون سن کر پلنگ پر آبیٹھا۔ یہ نمبر سالک کا تھا جو ماروی کے پاس ہوتا تھا۔ اس نے پڑھنا شروع کیا۔

"آئی ایم سوری۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر دیں۔"

ماروی نے اس سے معافی مانگی تھی یعنی یمین سچ کہہ رہا تھا۔ ماروی اس کی محبت کو جان چکی تھی۔ وہ مسکرانا چاہتا تھا مگر ابھی خوش فہمیوں کے خوف نے اسے مسکرانے سے باز رکھا تھا۔

صبح کی نماز پڑھ کر جب وہ واپس آیا تو پہلی بار اپنا کمرہ بہت خالی خالی لگا۔ وہ کسی اجنبی کی طرح اس کمرے میں رہتی تھی مگر پھر بھی اس کی وجہ سے اس تنہا کمرے میں بہت رونق ہو گئی تھی۔ عبدل کی قلقاریوں اور ننھے ننھے خراٹوں سے وہ کمرہ پورا گھر لگتا تھا۔ کسی خیال کے تحت گاڑی کی چابی اٹھا کر وہ باہر نکل گیا۔ وہ بہت جلدی میں تھا۔

☼ ☼ ☼

یمین کا فون آیا تھا۔ یعسوب کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اس کا وجود پتے کی طرح لرزنے لگا۔ اسے محسوس ہوا جیسے جسم سے جان نکل رہی ہو۔ وہ ابو کے ساتھ اسی وقت ہسپتال کے لیے نکل گئی۔ یعسوب کو کافی چوٹیں آئی تھیں۔ وہ جس طرح تڑپ کر آگے بڑھی تھی' بی بی جان اور یمین کو یقین ہو گیا کہ اس کے دل میں یعسوب کی محبت بے دار ہو گئی ہے۔

"کیا ہوا یعسوب کو' کیسے ہو گیا یہ؟" وہ اس کے ہاتھ تھام کر رونے لگی۔ ایک بار پہلے وہ بے آسرا ہوئی تھی تب اسی شخص نے اسے سہارا دیا تھا' اب وہ اسے کھونا نہیں چاہتی تھی۔

"آکا بھائی آپ کو لینے آرہے تھے۔" یمین نے آہستگی سے بتایا۔

"میں تو خود واپس آنے والی تھی' میں نہیں رہ سکتی ان کے بغیر بہت بڑا احسان کیا ہے انہوں نے مجھ پر' محبت کی ہے' میں کیسے منہ موڑ لیتی۔۔۔ نہیں کر سکتی' یہ بے انصافی۔۔۔ میں نے مان لیا ہے' میں یعسوب کے ساتھ ہی جینا چاہتی ہوں۔" وہ اس کے ہاتھ آنکھوں سے لگا کر اپنی غلطی کا اعتراف بھی کر رہی تھی۔ وہ جس طرح رو رہی تھی' اس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ یعسوب کا انتظار ختم ہوا۔

"آکا بھائی ٹھیک ہو جائیں گے' آپ ساتھ رہیں گی تو ابھی دوڑنے لگیں گے۔" یمین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی نئی نویلی دلہن بھی مسکرا دی۔ یمین اسے لے کر باہر نکل گیا۔

"اٹھیں نا یعسوب' معافی مانگ تو لی ہے' اب مجھے یوں اذیت مت دیں۔" وہ اس کا چہرہ تھپتھپانے لگی۔ اس نے دھیرے سے آنکھیں کھول دیں۔ وہ پہلی بار ماروی کو اپنے لیے روتا دیکھ رہا تھا۔

"معاف کر دیں نا۔" وہ مسلسل معافی مانگ رہی تھی۔

"کر دیا ہے۔" اس نے دھیرے سے کہا۔ وہ مسکرا دی۔ دو دن بعد وہ گھر آ گیا۔ ماروی نے ان دو دنوں میں اس کا اتنا خیال رکھا تھا کہ وہ بالکل ٹھیک ہو گیا تھا۔ اس حادثے نے اس پر ماروی کی محبت اور اپنے رب کے ہر شے پر قادر ہونے کا ایمان اور بھی واضح کر دیا تھا۔

"یمین کہہ رہا تھا کہ وہ آپ کی دوسری شادی کے بارے میں سوچنے لگا تھا' میری بے اعتنائی کی وجہ سے گھر میں بھی ویرانہ ہونے دیتی۔" وہ اس کی پٹیاں کھول کر ہاتھ کو پانی سے صاف کرتے ہوئے بولی۔

"اچھا یمین نے ہی سوچا ہو گا' میں نے ایسا کچھ نہیں سوچا' تمہارے سوا کچھ اور کیسے سوچ سکتا ہوں۔" وہ پوری سنجیدگی سے بولا۔

"جانتی ہوں۔" وہ سر جھکا گئی۔ یعسوب کی نظروں سے اس کے چہرے پر حیا کے رنگ بکھرے تھے۔

"کیسے جانتی ہو؟" وہ تجسس سے بولا۔

"آپ کی ڈائری پڑھی تھی' ورنہ معلوم ہی کب تھا کہ آپ مجھ سے ___" اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"کتنی بری بات ہے ماروی' کسی کی ڈائری پڑھنا بہت غلط بات ہے۔" وہ مصنوعی خفگی سے بولا۔

"نہ پڑھتی تو معلوم کیسے ہوتا' میں تو سمجھنے لگی تھی کہ شاید کوئی اور ہے۔ زندگی یوں ہی گزر جاتی۔" وہ پانی سے اس کے ہاتھ صاف کرنے لگی۔ یعسوب بڑی بے یقینی سے اس کی جھکی نظروں کو دیکھتا رہا۔

"آپ بہت اچھے ہیں یعسوب اور میں بہت بری آپ کو اذیت دیتی رہی' سوری یعسوب۔" وہ ایک بار پھر اس سے معافی مانگ رہی تھی۔

"سوری کے علاوہ کوئی اور بات نہیں کریں گے ہم؟" اس نے گمبھیر لہجے میں پوچھا۔ وہ اس کی شرارت سمجھ کر اٹھ گئی۔

"کریں گے معیبل کو ابا کہنا سکھائیں گے اور فی الحال اس کی نیپی چینج کریں گے اور ___" وہ بھی ہنستی چلی گئی۔ اس نے پہلی دفعہ ماروی کو اتنا ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔

"ہنستی رہو ماروی' مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے۔" وہ بیڈ کراؤن سے سر ٹکاتے ہوئے بولا۔

"اچھا جیسے مجھے اور کوئی کام ہی نہیں ہے۔ سنبھالیں معیبل کو' میں آپ کے لیے سوپ لے کر آتی ہوں۔" وہ معیبل کو اس کے سینے پر لٹا کر باہر نکل گئی۔

شام کے سرمئی اندھیرے گہرے ہو رہے تھے۔ وہ سالک کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر واپس لوٹ آیا تھا۔ معیبل ماروی کی گود میں بیٹھا اس کی چوڑیوں سے کھیل رہا تھا۔ گاڑی میں چھن چھن کا شور عجیب سی نغمگی بکھیر رہا تھا۔

"اب ___ آ" معیبل اچانک ہی بول پڑا تھا۔ یعسوب نے ایک جھٹکے سے گاڑی روک دی۔ ماروی معیبل کو چوم رہی تھی۔ اس کے چہرے سے خوشی چھلک رہی تھی۔

"آج سالک کتنا خوش ہو گا نا۔" وہ آہستگی سے بولا۔

"ہاں ___ اور میں بھی بہت خوش ہوں یعسوب' معیبل نے آپ کو ابا کہا ہے' میں بہت خوش ہوں اور آپ؟" وہ اپنی خوشی سے بھیگی ہوئی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ بیٹھی۔

"بہت ___ ماروی کیا تم بھی معیبل کے ابا سے ___؟" اس کی ادھوری بات سمجھ کر وہ مسکرا دی۔

"بہت۔" اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے وہ حیا بار لہجے میں بولی' یعسوب کے لب مسکراتے چلے گئے۔

"کیسے یقین کر لوں؟" وہ شوخی سے بولا۔ ماروی سمجھ گئی کہ وہ کیا سننا چاہتا ہے۔

"معیبل کی بستا کو میں پہلے ابا بولنا سکھاؤں گی۔" اس نے کہتے ہی اپنا چہرہ کھڑکی کی طرف کر لیا۔ یعسوب نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

"مجھے منظور ہے۔" وہ تابعداری سے سر کو جھکاتے ہوئے بولا۔ ماروی اس کے ساتھ مسکراتی ہوئی چلی گئی اور ان دونوں کو مسکراتا دیکھ کر معیبل ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس دیا۔

||||